عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۷ | ۶ تا ۱۲/صفر المظفر ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲/اکتوبر ۲۰۱۸ء | شمارہ: ۳۹

قادیانیت

پارلیمنٹ کے بعد اعلیٰ عدالتوں کے فیصلے

ختم نبوت کانفرنس چناب نگر

تاریخی پس منظر

ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا تحفظ

قادیانی نامنظور کیوں؟

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

ناپاکی کی حالت میں ناخن کاٹنا

س:......ناخن اور بال ناپاکی کی حالت میں کاٹ سکتے ہیں یا نہیں؟ یا اس میں وقت وغیرہ کی کوئی قید ہے؟ وضاحت کریں۔

ج:......حالت جنابت میں اور حالت حیض ونفاس میں بال اور ناخن کاٹنا مکروہ ہے۔ اس لئے نہیں کاٹنے چاہئیں۔ ہاں بے وضو ہونے کی حالت میں کاٹ سکتے ہیں۔

قبلہ کی سمت پاؤں کرنا

س:......کیا سوتے میں یا جاگتے میں قبلہ کی طرف پاؤں کرنا منع ہے؟ اسی طرح قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا بھی شریعت میں منع ہے؟ کیا یہ بات درست ہے۔

ج:......جی ہاں! قبلہ کی طرف پاؤں کرکے سونا یا بیداری کی حالت میں قبلہ کی طرف پاؤں پھیلانا شرعاً جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ بے ادبی ہے اور اسلام ہمیں ادب واحترام کی تعلیم دیتا ہے۔اس لئے جان بوجھ کر یا لاپرواہی وغفلت کی وجہ سے ایسا نہیں کرنا چاہئے۔اسی طرح قضائے حاجت کے وقت قبلہ رخ ہونا بھی جائز نہیں ہے اور نہ ہی قبلہ کی طرف پیٹھ کرنا درست ہے۔ باتھ روم بناتے ہوئے اس بات کا خیال رکھنا چاہئے۔

جیلیٹن حلال ہے یا حرام؟

س:......جیلیٹن کے بارے میں کیا حکم ہے حلال ہے یا حرام؟ اس کے متعلق مختلف خیالات ہیں مثلاً ایک یہ ہے کہ یہ چونکہ کیمیائی عمل سے تیار ہوتی ہے، اس کی حیثیت بدل جاتی ہے، اس لئے حلال ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ حرام ہے اور تیسرا یہ کہ اگر حلال گوشت یا مچھلی وغیرہ سے نکالی گئی ہو تو حلال ہے ورنہ نہیں۔ مہربانی فرما کر ہماری رہنمائی فرمائیں کہ کون سی بات درست ہے؟

ج:......حلال جانور سے حاصل کی جانے والی جیلیٹن بلاشبہ حلال ہے اور اس کا استعمال شرعاً درست ہے۔ نیز حرام جانوروں سے حاصل شدہ جیلیٹن کی اگر حقیقت اور ماہیت بالکل بدل جائے، کیمیائی عمل کے نتیجے میں تو اس کا حکم بھی ماہیت بدل جانے کی وجہ سے حلال اور جائز کا ہوگا اور اگر ماہیت وحقیقت مکمل طور پر تبدیل نہیں ہوئی تو بدستور نجس اور حرام ہونے کا حکم باقی رہے گا۔البتہ حقیقت کے بدلنے یا نہ بدلنے کا فیصلہ کرنا بہت مشکل ہے، اس میں احتیاط کی ضرورت ہے۔واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد،
علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۷ ۶ تا ۱۲ ربیع صفر المظفر ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ اکتوبر ۲۰۱۸ء شمارہ:۳۹

سرپرست
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

عنوان	صفحہ	مصنف
”عاطف میاں“ کی مخالفت کیوں؟	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
ناموس رسالت کا تحفظ	۹	قاضی عمران احمد
قادیانیت... پارلیمنٹ کے بعد اعلیٰ عدالتوں کے فیصلے	۱۲	محمد متین خالد
قادیانی نامنظور کیوں؟	۱۵	ایوب بیگ مرزا
ختم نبوت کانفرنس چناب نگر... چند جھلکیاں پس منظر	۲۳	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے تبلیغی اسفار	۲۵	

زر تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

بانیان

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر

حدیث قدسی ۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایک چیونٹی نے نبیوں میں سے کسی نبی کو کاٹ لیا تھا، اس نبی نے حکم دیا اور تمام چیونٹیاں جلوادی گئیں، اللہ تعالیٰ نے اس نبی کی طرف وحی بھیجی کہ تم نے ایک چیونٹی کے کاٹنے پر ایک ایسی مخلوق کو جلوا ڈالا جو خدا کی پاکی بیان کیا کرتی ہے۔ (بخاری) یعنی ایک چیونٹی کے کاٹنے پر وہاں جس قدر چیونٹیاں تھیں ان کو جلوادیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: چیونٹیاں ہماری تسبیح کرتی ہیں، تم نے ایک ایسی مخلوق کو بے گناہ کیوں سزادی جو ذکر الٰہی کیا کرتی ہے۔

حدیث قدسی ۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے کسی بندے کو یہ مناسب نہیں کہ یونس علیہ السلام بن متی سے اپنے کو بہتر کہے۔ (مسلم) یعنی کوئی نبی کسی درجے کا بھی ہو اس سے اپنے کو اچھا نہیں کہنا چاہئے، اللہ تعالیٰ کا ہر پیغمبر غیر پیغمبر سے افضل اور اعلیٰ ہے۔

حدیث قدسی ۷: حضرت عطا بن یسار فرماتے ہیں: مجھے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے ملاقات کا اتفاق ہوا تو میں نے ان سے عرض کیا: مجھے بتایئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر تورات میں کس طرح آیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: اچھا! خدا کی قسم تورات میں آپ کی بعض ایسی صفات کا ذکر ہے جو وصف آپ کے قرآن میں بھی مذکور ہیں، اے نبی میں نے تم کو شاہد اور مبشر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے اور آدمیوں کے لئے حفاظت کرنے والا بنا کر بھیجا ہے تو میرا بندہ ہے اور میرا رسول ہے میں نے تیرا نام متوکل رکھا ہے نہ سخت کلام ہے اور نہ سنگ دل ہے اور نہ بازاروں میں غل مچانے والا اور نہ بُرائی کا بدلہ بُرائی کے ساتھ لینے والا ہے بلکہ معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اس وقت تک وفات نہیں دے گا، جب تک وہ ملت ابراہیمی کو درست اور صحیح نہیں کردے گا، اس طرح کہ لوگ "لا الٰہ الا اللہ" پڑھنے لگیں اور اس کلمہ کی وجہ سے اندھی آنکھیں روشن ہوجائیں اور بہرے کان کھل جائیں اور پردے پڑے ہوئے دل کھل جائیں۔ (بخاری) دارمی نے اس روایت کو عبداللہ بن سلام سے نقل کیا ہے۔ شاہد کا مطلب یہ ہے کہ اپنی امت کے حق میں گواہ ہوں گے، مبشر خوشخبری دینے والے، نذیر ڈرانے والے۔

جماعت کی نماز میں شامل ہونے کے طریقے

گزشتہ سے پیوستہ:

اگر یہ تین رکعات والی نماز فرض نماز ہے جیسا کہ مغرب کی نماز تو امام صاحب اس تیسری رکعت میں خاموشی سے سورۂ فاتحہ پڑھتے ہیں لیکن مقتدی خاموش ہی کھڑے رہتے ہیں پھر پہلی رکعتوں کی طرح اسی ترتیب سے رکوع اور سجود کرتے ہیں اور پھر سب قعدے میں بیٹھتے ہیں، مگر یہ تین رکعت والی نماز کا آخری قعدہ کہلاتا ہے اس میں پوری التحیات، درود شریف اور دعا امام صاحب سمیت تمام مقتدی پڑھتے ہیں اور پھر دونوں طرف سلام پھیرتے ہوئے نماز کی تکمیل کرلی جاتی ہے اگر یہ نماز تین رکعت والی واجب نماز ہے جیسا کہ رمضان المبارک میں وتر با جماعت پڑھے جاتے ہیں تو قعدہ اولیٰ کی تکمیل کے بعد امام صاحب اور تمام مقتدی حضرات اللہ اکبر کہتے ہوئے اس تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہوتے ہیں اس میں امام صاحب بلند آواز سے سورۂ فاتحہ اور قرآن کا کوئی حصہ تلاوت کرتے ہیں مقتدی خاموش کھڑے رہتے ہیں قرأت کی تکمیل کے بعد امام صاحب کانوں تک ہاتھ اٹھاتے ہوئے اللہ اکبر کہتے ہیں اور مقتدی حضرات بھی ان کی اقتداء میں کانوں تک اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ اٹھاتے ہیں اور پھر دوبارہ ہاتھ باندھ لیتے ہیں اور پھر امام صاحب سمیت تمام حضرات دعائے قنوت پڑھتے ہیں۔ اس کی تکمیل پر پہلی رکعتوں کی طرح رکوع وسجود کرنے کے بعد قعدہ اخیرہ کیا جاتا ہے اور اس میں قعدہ اخیرہ کے تمام اذکار پڑھے جاتے ہیں اور پھر سلام پھیرتے ہوئے نماز کی تکمیل کردی جاتی ہے، اگر یہ چار رکعات والے فرائض ہیں جیسا کہ ظہر، عصر اور عشاء کے فرائض تو قعدہ اولیٰ کے بعد مسلسل دو رکعتیں یکے بعد دیگرے پڑھی جاتی ہیں جس میں قرأت کے موقع پر صرف امام صاحب سورۂ فاتحہ کی تلاوت کرتے ہیں اور مقتدی حضرات خاموش کھڑے رہتے ہیں بقیہ رکوع وسجود اور قعدہ اخیرہ میں پہلی رکعتوں کی طرح امام صاحب تمام مقتدیوں کے ساتھ ان تمام ارکان میں اپنے اپنے اذکار پڑھتے ہیں اور پھر نماز کی تکمیل کرلی جاتی ہے۔

مندرجہ بالا تفصیلات ان مقتدیوں کے حوالے سے ہیں جو امام کی تکبیر تحریمہ کے ساتھ ہی جماعت کی نماز میں شریک ہوئے تھے لیکن اگر کوئی ایسا مقتدی ہے جو ایسے وقت میں جماعت کی نماز میں پہنچا ہو کہ امام رکوع میں جاچکے ہوں تو ایسا شخص بھی مدرک ہی کہلاتا ہے۔

اداریہ

محمد اعجاز مصطفی

’’عاطف میاں‘‘ کی مخالفت کیوں؟

وجوہ-اسباب-محرکات

جناب جاوید چوہدری صاحب کی خدمت میں!

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلامٌ علیٰ عبادہٖ الذین اصطفیٰ

وزیراعظم جناب عمران خان صاحب نے الیکشن مہم میں عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت اور پاکستان کو مدینہ منورہ جیسی اسلامی ریاست بنانے کے لئے عوام سے ووٹ مانگے۔ نظر بظاہر عوام نے ان پر اعتماد کیا، جس کی بنا پر وہ وزیراعظم بنا دیئے گئے۔ انہیں دنوں ہالینڈ کی پارلیمنٹ کے ایک رکن کے خلاف پوری مسلم برادری سمیت پاکستان میں بھی غم وغصہ، جلسے جلوس اور مظاہرے ہورہے تھے، جس نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے توہین آمیز خاکے بنانے والوں میں مقابلہ کرانے اور انعام دینے کے لئے اعلان کرر رکھا تھا۔ جناب عمران خان صاحب نے بحیثیت وزیراعظم سینیٹ میں تقریر کی اور اسلامیانِ پاکستان کی پوری پوری ترجمانی کرتے ہوئے فرمایا کہ: ہم او۔آئی۔سی کا اجلاس بلا کر ان سے قرارداد منظور کرانے کے بعد متفقہ طور پر اقوام متحدہ سے مطالبہ کریں گے کہ اس بارہ میں قانون سازی کی جائے کہ دنیا کے تمام مذاہب کی مقدس شخصیات کی توہین اور تذلیل قابل سزا جرم قرار دی جائے، تاکہ یہ سلسلہ ہمیشہ کے لئے رُک جائے۔ وزیراعظم کی اس تقریر کا پورے ملک میں خیر مقدم کیا گیا۔

جناب وزیراعظم صاحب نے حکومت بنانے کے ساتھ ہی ۱۸ رکنی اکنامک ایڈوائزری کونسل کا اعلان کیا، جس کی فہرست میں ایک نام اسلام سے مرتد ’’عاطف میاں قادیانی‘‘ کا بھی لیا گیا، عاطف میاں پاکستانی ماں باپ کے ہاں براعظم افریقہ کے ملک نائیجیریا میں پیدا ہوا، امریکہ پڑھنے کے لئے گیا، وہاں احمد شیخ نامی قادیانی مبلغ نے اس سے دوستی گانٹھی، آٹھ سال تک اس کے پیچھے لگا رہا، بالآخر ۲۰۰۲ء میں اس کو اسلام سے مرتد کرا کر قادیانیت میں داخل کیا، اس نے معاشیات میں پی ایچ ڈی کر رکھی ہے، یہ اس وقت قادیانیوں کی جماعت خدام احمدیہ کا سرگرم رکن ہے، اور یہ لندن میں مرزا مسرور کا مالیاتی مشیر اور اس مرکز کا مالیاتی نگران اور افریقہ میں قادیانی مشن کا سربراہ ہے۔ اس کے والدین اس کے قادیانی ہونے کی وجہ سے اس سے قطع تعلق کیے ہوئے ہیں۔ یہ وہی شخص ہے جس کے بارہ میں عمران خان صاحب نے اسلام آباد ڈی چوک کے دھرنے کے دنوں میں کہا تھا کہ میں جب حکومت میں آؤں گا تو ’’عاطف میاں‘‘ کو وزیر خزانہ بناؤں گا۔ ایک انٹرویو کے دوران جب ان سے سوال کیا گیا کہ ’’عاطف میاں‘‘ قادیانی ہے، کیا آپ پاکستان جیسے ایک اسلامی ملک میں افریقہ میں پیدا ہونے والے ایک قادیانی کو وزیر خزانہ بنائیں گے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ: مجھے معلوم نہیں تھا کہ وہ قادیانی ہے۔ اب جب اس اکنامک ایڈوائزری میں ان کا نام سامنے آیا تو پوری مذہبی، دینی اور سیاسی تنظیموں اور جماعتوں نے اس کے خلاف آواز بلند کی، جس پر وزیر اطلاعات جناب فواد چوہدری صاحب نے ایک پریس کانفرنس کے دوران عاطف میاں کے بارہ میں سوال کے جواب میں کہا کہ: کیا اقلیتوں کے کردار کے بارہ میں پابندی لگا دینی چاہیے؟ کیا ہمارے ملک میں جو اقلیتیں ہیں، ان کو اٹھا کر باہر پھینک دینا چاہیے؟ اس نے عاطف میاں کی تقرری پر اعتراض کرنے والوں کے بارے میں یہ بھی کہا کہ کس قسم کے یہ لوگ ہیں جو یہ باتیں کر رہے ہیں، پوری دنیا کہہ رہی ہے کہ اگلے پانچ سالوں میں اس کو نوبل انعام ملنا ہے۔ اکنامک ایڈوائزری میں اس کو لگایا ہے، کوئی اس کو اسلامی نظریاتی کونسل کا ممبر تو نہیں لگایا، پاکستان اقلیتوں کا بھی

اتنا ہے جو پاکستان میں اکثریت ہے، ان کا ہے۔ مجھے نہیں لگتا کہ کسی کو اس کے اوپر اعتراض کرنا چاہیے اور جو اعتراض کررہے ہیں، وہ بنیادی طور پر ایکسٹری مسٹ (انتہا پسند) ہیں اور ہم نے ایکسٹری مسٹوں کے سامنے نہیں جھکنا۔ ہر مسلمان کا یہ مذہبی فریضہ ہے کہ وہ اپنے ساتھ بسنے والے لوگوں کی حفاظت کرے۔ اور یہ کوئی بات نہیں ہے کہ جو آپ کی پسند کا نہیں ہے، ان کو اٹھا کر بحیرۂ عرب میں پھینک دیں۔ یہ ہیں وہ فرمودات جو انہوں نے کہے۔ وزیر اطلاعات کی کانفرنس کے بعد کچھ صحافی بھائیوں نے بھی اپنے کالم اور ٹی وی پروگراموں کے ذریعے وزیر موصوف کی بات کو آگے بڑھایا۔ روزنامہ ایکسپریس کے صحافی جناب جاوید چوہدری صاحب نے بھی اپنے کالم: ''کیا قائداعظم کو پتا نہیں تھا؟'' میں عاطف میاں کی تعریف میں خوب آسمان اور زمین کے قلابے ملائے اور کہا کہ: چوہدری فواد، ایاز صادق، شہلا رضا اور احسن اقبال کی بھی سن لیں۔ اور ساتھ چند سوالات، اشکالات واعتراضات بھی اُٹھائے:

۱:- کیا یہ ملک صرف مسلمانوں کا ہے؟ اور مسلمان بھی دیوبندی۔

۲:- ہم نے ہندوؤں کو نکالا، پھر پاکستانی یہودیوں کو، پھر چن چن کر پڑھے لکھے اور ماہر عیسائیوں کو، پھر مہذب، صلح جو اور کامیاب بزنس مین پارسیوں کو اور اب ہم ہر اس قادیانی کے پیچھے لگ گئے ہیں جو اس ملک میں کام کرنا چاہتا ہے، کیوں؟

۳:- قائداعظم محمد علی جناح نے سر ظفر اللہ کو پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ کیوں بنایا تھا؟

۴:- ظفر اللہ خان دنیا کے پہلے وزیر خارجہ تھے جنہوں نے اقوام متحدہ میں فلسطین کا ایشو اٹھایا تھا؟

۵:- وہ پہلے ایشیائی اور واحد پاکستانی تھے جنہوں نے اقوام متحدہ میں جنرل اسمبلی کے اجلاس کی صدارت کی اور عالمی عدالت انصاف کے صدر بنے۔

۶:- عاطف میاں کے خلاف وہ لوگ تحریک چلا رہے ہیں جو ۱۹۴۷ء تک پاکستان کے وجود کے خلاف تھے، کیوں آخر کیوں؟

اس کے بعد جناب جاوید چوہدری صاحب نے اپنے ممدوح قادیانیوں کے دلی جذبات کو زبان دیتے ہوئے وہ سب کچھ کہہ دیا جو قادیانیوں کی مدتوں سے خواہش تھی اور جو انہوں نے ہر دین بے زار، سیکولر اور دین دشمن طبقے کے دل و دماغ میں ڈال رکھی ہے کہ: ''پھر ہمیں چند بڑے فیصلے کرنا ہوں گے:

۷:- ہمیں مذہب کو پرائیویٹ اسٹیٹس دینا ہوگا۔

۸:- ہمیں اس ملک میں رہنے والے تمام شہریوں کو مذہب، رنگ، نسل اور قبیلے سے بالاتر ہوکر برابری کے حقوق دینا ہوں گے۔ اگر رانا بھگوان داس اور جسٹس کارنیلئس سپریم کورٹ کے چیف جسٹس بن سکتے ہیں تو پھر یہ ملک کے صدر کیوں نہیں بن سکتے؟

۹:- اگر عاطف میاں پاکستانی شہری ہیں تو یہ پھر اکنامک ایڈوائزری کونسل کے رکن کیوں نہیں بن سکتے؟

۱۰:- اور پارسی اگر ملک کی تجارتی پالیسیوں کے آرکی ٹیکٹ ہوسکتے ہیں تو پھر یہ لوگ وزیر کیوں نہیں بن سکتے؟ یہ لوگ ملک کی خدمت کیوں نہیں کرسکتے؟

۱۱:- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر عبداللہ بن ابی منافق اعظم ڈکلیئر ہونے کے باوجود ریاست مدینہ سے بے دخل نہیں کیا تھا تو پھر ہم اس ملک میں غیر مسلموں کو کام سے روکنے والے کون ہوتے ہیں؟ ہمیں اپنے دل، سوچ اور ظرف تینوں بڑے کرنا ہوں گے، ورنہ آج ہم جب اسلام کے نام پر ان لوگوں کو نکال رہے ہیں تو کل کوئی ہم سے بڑا مسلمان ہمیں بھی اس ملک سے نکال دے گا۔'' (روزنامہ ایکسپریس، ۶ ستمبر ۲۰۱۸ء، بروز جمعرات)

اسی طرح روزنامہ جنگ کے کالم نگار جناب محمد بلال غوری صاحب نے ۶ ستمبر ۲۰۱۸ء کی اشاعت میں ''شکریہ عمران خان'' کے نام سے ایک کالم تحریر کیا: اس میں ایک بات تو یہ لکھی کہ: ۱:- اختلاف دلیل کی بنیاد پر ہونا چاہیے، ناں کہ تعصب، بغض اور عناد کے زیر اثر۔

۲:- آپ نے پارلیمنٹ کے ذریعے قانون سازی کرکے انہیں غیر مسلم قرار دے دیا تو کیا اب انہیں اقلیت کے طور پر پاکستان میں جینے کا بھی کوئی حق نہیں؟ اس دلیل کے جواب میں یہ تاویل پیش کی جاتی ہے کہ ان کا معاملہ ہندوؤں، عیسائیوں، سکھوں اور دیگر کافروں سے مختلف ہے۔ یہ پارلیمنٹ کے اس فیصلے کو نہیں مانتے، جس کی رو سے انہیں غیر مسلم قرار دیا گیا، یہ ریاست کے باغی ہیں، لہٰذا کسی رعایت کے مستحق نہیں۔

کیا پیپلز پارٹی ذوالفقار علی بھٹو کی پھانسی کے عدالتی فیصلے کو تسلیم کرتی ہے؟ کیا مسلم لیگ (ن) حالیہ عدالتی فیصلوں کو درست مانتی ہے؟ ایسے گروہ بھی موجود ہیں جو کوئی لگی لپٹی رکھے بغیر کہتے ہیں کہ وہ پاکستان کے آئین کو تسلیم نہیں کرتے۔ یہ دونوں صحافیوں کے چیدہ چیدہ ۱۳ سوالات،

اعتراضات واشکالات ہیں۔

اچھا ہوا کہ وزیراعظم صاحب نے دانشمندانہ اقدام کرتے ہوئے اسلام سے مرتد قادیانی ”عاطف میاں“ کو اکنامک ایڈوائزری سے الگ کردیا اور وفاقی وزیر اطلاعات جناب فواد چوہدری صاحب نے سجدہ سہو کرتے ہوئے فرمایا: ہم علماء اور معاشرے کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں اور ایک آدمی کی وجہ سے ہم انتشار نہیں چاہتے۔ہم فواد چوہدری صاحب کے ان جذبات کی قدر کرتے ہیں اور انہیں مشورہ دینا چاہتے ہیں کہ آپ پاکستان کے وفاقی وزیر اطلاعات ہیں، قادیانیوں کے ترجمان نہیں۔ آپ نے جن پاکستانیوں کو ”ایکسٹری مسٹ“ انتہا پسند کہا ہے، آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس سے بلاتفریق مسلک ومذہب تمام مسلم برادری کی دل آزاری ہوئی ہے، آپ کو ان سے معافی مانگنی چاہیے اور یہ کہ آئندہ کے لئے عقل مندوں کے اصول کے مطابق ”پہلے تولو پھر بولو“ کے اصول پر سختی سے عمل کرنا چاہیے۔

اب ہم اپنے صحافی بھائیوں کے اٹھائے گئے سوالات، اشکالات واعتراضات کا ترتیب وار جواب لکھتے ہیں:

سوال ۱:......کیا یہ ملک صرف مسلمانوں کا ہے اور مسلمان بھی دیوبندی؟

جواب:– یہ ملک اسلامی جمہوریہ پاکستان نہ صرف مسلمانوں کا ہے، بلکہ اس میں رہنے والی تمام ان قومیتوں اور مذاہب کے ماننے والوں کا بھی ہے جو دل وجان سے اس ملک کے وفادار، آئین کے پاسدار، اپنی شناخت یہودی، عیسائی، ہندو، سکھ، پارسی، بہائی وغیرہ کو نہ چھپانے والے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تبارک وتعالیٰ کا آخری نبی ماننے والوں کو مسلمان کہنے اور اپنے آپ کو اپنے مذہب سے ظاہر کرنے والوں کا بھی ہے۔

باقی آپ کا یہ طعن اور طنز کرنا کہ قادیانیوں کا قلع قمع کرنے والے اور ان کے خلاف تحریک چلانے والے صرف دیوبندی ہیں، یہ ایک ایسی گمراہ کن بات ہے جو صرف اور صرف قادیانیوں اور ان کے مغربی دنیا کے آقاؤں کی کاسہ لیسی اور ان کے مخفی ایجنڈے کو آگے بڑھانے کے سوا کچھ نہیں۔

کون نہیں جانتا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے یوم تاسیس سے لے کر آج تک بلکہ قیام پاکستان سے پہلے انگریز کے ”خود کاشتہ پودے“ کی دسیسہ کاریوں اور انگریز کی اطاعت کو اپنا مذہبی فریضہ سمجھنے اور مسلم امہ کے جاسوسوں کے گھناؤنے کردار کو آشکارا کرنے والی جماعت مجلس احرار اسلام میں بریلوی، دیوبندی، اہل حدیث، شیعہ اور اسلام سے کسی بھی طرح تعلق رکھنے والے افراد سب اس میں شامل تھے، شامل ہیں، اور ان شاء اللہ! اس قادیانی فتنے کے خلاف متحد اور متفق رہیں گے۔

قادیانیوں کو مسلمانوں سے علیحدگی کا مطالبہ، آج کے صرف کٹھ ملا اور مسلم امہ کے افراد کا نہیں، بلکہ اس سے بہت پہلے بقول شورش کشمیری رحمہ اللہ: علامہ اقبالؒ نے قادیانی امت کے عمیق مطالعہ کے فوراً بعد ہندوستان کی برطانوی حکومت سے مطالبہ کیا کہ مرزائیوں کو مسلمانوں سے الگ کردیا جائے۔ وہ محمد عربی کی امت میں نقب لگا کر ایک علیحدہ امت پیدا کرتے ہیں۔ مرزا غلام احمد کوئی امت پیدا نہ کرسکتے تھے۔ اگر وہ الگ امت پیدا کرتے تو اسلامی ملکوں میں انگریزی استعمار کے لئے مفید نہ ہوتے۔ انہوں نے اپنے پیرؤوں کی جمعیت کو اس طرح ڈھالا کہ وہ اپنے سوا تمام مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں، لیکن کام ان سے اس طرح لیا گیا، گویا وہ مسلمانوں ہی کا ایک فرقہ اور جماعت ہے۔

علامہ نے مزید فرمایا کہ: ۱:– قادیانی مسلمانوں میں صرف سیاسی فوائد کے حصول کی خاطر شامل ہیں، ورنہ وہ تمام عالم اسلام کو اپنے عقائد کی رو سے کافر قرار دیتے ہیں۔

وہ اسلام کی باغی جماعت ہے اور مسلمانوں کو اس مطالبہ کا پورا پورا حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو ان سے الگ کردیا جائے۔ (تحریک ختم نبوت، ص:۲۲۱)

کیوں جناب! علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ بھی صرف دیوبندی تھا جو انگریز حکومت سے قادیانیوں کو مسلمانوں سے علیحدگی کا مطالبہ کررہا تھا۔

سوال ۲:......ہم نے ہندوؤں کو نکالا، پھر پاکستانی یہودیوں کو، پھر چن چن کر پڑھے لکھے اور ماہر عیسائیوں کو، پھر مہذب، صلح جو اور کامیاب بزنس مین پارسیوں کو اور اب ہم ہر اس قادیانی کے پیچھے لگ گئے ہیں جو اس ملک میں کام کرنا چاہتا ہے، کیوں؟

جواب:– جناب جاوید چوہدری صاحب! ہمارا اعتراض قادیانیوں کے پاکستان میں رہنے پر نہیں، مسلمانوں میں رہنے پر ہے۔ وہ پاکستان میں رہنا چاہتے ہیں، شوق سے رہیں۔ پھر اس کا فیصلہ وہ خود ہی کرلیں کہ مسلمانوں کے مسلمات کا استعمال، ان کی ظلی نبوت اور علیحدہ اقلیت کے حسب حال ہوگا یا نہیں؟

یہ کہنا کہ پاکستان میں کوئی جماعت یا شخصیت ان کی جان، مال اور آبرو کی دشمن ہے اور انہیں معدوم کرنے کی دوڑ میں لگی ہوئی ہے۔ یہ سراسر بہتان اور الزام تراشی ہے۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ قادیانی امت ہمارے مطالبہ سے قطع نظر جب خود اپنے پیغمبر اور خلیفہ کی ہدایت اور روایت کے مطابق مسلمانوں سے الگ اُمت ہے تو اپنے آپ کو مسلمانوں سے علیحدہ اقلیت میں شمار کیوں نہیں کرتے، تا کہ آئین پر بھی عمل ہو اور وہ ملک میں مناصب بھی حاصل کریں۔

یہ بھی چوہدری صاحب آپ نے صرف ہوا میں تیر چلایا ہے کہ ہم نے پاکستانی یہودیوں، ماہر عیسائیوں، مہذب صلح جو اور کامیاب بزنس مین پارسیوں کو پاکستان سے نکالا ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس کا ثبوت پیش کریں اور جن لوگوں نے ایسا کیا ہے تو ان کو قانون کے حوالہ کریں، تا کہ جو لوگ اس میں ملوث ہیں وہ سامنے آئیں اور قانون نافذ کرنے والے ادارے ان کے ساتھ قانون کے مطابق کارروائی کریں۔ اگر ایسا نہیں ہے اور یقیناً ایسا نہیں ہے تو پاکستانی مسلمانوں کو خواہ مخواہ بدنام نہ کریں اور نہ ہی بیرونی دنیا کو پاکستان کے خلاف جگ ہنسائی اور پروپیگنڈہ کا جواز مہیا کریں۔ آپ ماشاء اللہ! دور اندیش اور صاحب نظر صحافی ہیں۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ آپ کے اسی کالم کو جواز بنا کر پاکستان کے خلاف مستقبل میں کیا کچھ کیا جا سکتا ہے۔

سوال:۳:...... قائداعظم محمد علی جناح نے سرظفر اللہ کو پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ کیوں بنایا تھا؟

جواب:...... قائداعظم محمد علی جناح نے سرظفر اللہ کو پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ کیوں بنایا تھا؟ اس کے جواب میں ہم اتنا عرض کریں گے کہ ’’پاکستان کی پہلی کابینہ‘‘ اور ’’پاکستان کیوں ٹوٹا؟‘‘ نامی دو کتابوں کو ملاحظہ فرمالیں جن سے معلوم ہوگا کہ قائداعظم نے نامساعد حالات اور بعض مجبوریوں کے تحت جنرل سرڈگلس گریس کو آزاد، خود مختار ریاست پاکستان کی فوج کا ’’کمانڈر انچیف‘‘، سردار جوگندر ناتھ مینڈل کو ’’وزیر قانون‘‘ اور ظفر اللہ خان کو ’’وزیر خارجہ‘‘ لینے کا فیصلہ بادل نخواستہ قبول کیا۔ انگریز وائسرائے کے دباؤ کے تحت یہ فیصلے تسلیم کئے گئے۔ ان تاریخی حقائق سے پتہ چلتا ہے کہ انگریز وائسرائے نے ظفر اللہ خان کی تقرری پر بہت اصرار کیا اور یہاں تک دھمکی دی کہ جب تک یہ اعلان نہیں کیا جاتا، اختیارات کی منتقلی نہیں ہوسکے گی۔

(پاکستان کی پہلی کابینہ بحوالہ قادیانیت کا سیاسی تجزیہ، ص:۴۷۵)

درج ذیل واقعہ سے آپ اندازہ لگائیں کہ ظفر اللہ خان قائداعظم کی کتنی بات مانتا تھا:

’’بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے جب انگریزوں سے ’’عدم تعاون‘‘ اور ترک موالات کے سلسلے میں تمام اہل وطن سے اپیل کی کہ وہ انگریزوں کے عطا کردہ ’’اعزازات‘‘ و ’’خطابات‘‘ واپس کردیں تو صرف چودھری ظفر اللہ خان واحد شخص تھا جس نے انگریزوں کا عطا کردہ ’’سر‘‘ کا خطاب واپس کرنے سے صاف صاف انکار کردیا تھا۔‘‘ (ماہنامہ ’’صوت الاسلام‘‘ ص:۳۰ فیصل آباد، مدیر مولانا مجاہد الحسینی، بحوالہ نوائے وقت لاہور)

پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ سرظفر اللہ خان سے ایک مرتبہ سوال کیا گیا کہ ’’قائداعظم‘‘ نے خطابات کی واپسی کا مطالبہ کیا تھا۔ آپ کے پاس بھی تو سر کا خطاب تھا۔ چودھری صاحب نے جواب دیا کہ انہیں معلوم نہیں کہ انہوں نے کس وقت یہ اعلان کیا تھا کہ خطابات واپس کردو۔

سوال: ۱۹۴۶ء میں۔

جواب: میں ان باتوں کو کوئی وقعت نہیں دیتا کہ خطاب ملے یا نہ ملے اور اگر خطاب ہو تو چھوڑ دیا جائے یا رکھ لیا جائے۔‘‘

(آتش فشاں لاہور، جلد:۹، شمارہ:۹، مئی ۱۹۸۰ء)

بعض مسلم لیگی کارکنوں کا کہنا ہے کہ سرمیاں فضل حسین کی سفارش پر چودھری ظفر اللہ خان کو وائسرائے کونسل میں لیا جانا ایک باقاعدہ سازش تھی، جہاں تک بانی پاکستان قائداعظم کی ذات کا تعلق ہے، ظفر اللہ خان کو منصب وزارت پر فائز کرنے کے سلسلہ میں انہیں مورد الزام نہیں ٹھہرایا جاسکتا، کیونکہ: اولاً قائداعظم قانون دان تھے، وکالت ان کا اوڑھنا بچھونا تھی۔ ثانیاً: قیام پاکستان کی جدوجہد، خرابی صحت اور نامساعد حالات کی بنا پر قائداعظم محمد علی جناح قادیانیوں کے مذہبی عقائد اور سیاسی عزائم کا صحیح مشاہدہ نہ کرپائے تھے، لیکن یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ قائداعظم بعد میں ظفر اللہ خان کی وطن دشمنی، مشکوک سرگرمیوں سے آگاہ ہوچکے تھے۔ قائداعظم نے ۱۹۴۸ء میں راجہ صاحب محمود آباد کی کراچی آمد کے موقع پر ان کو آگاہ کیا تھا کہ: ’’قادیانی وزیر خارجہ (سرظفر اللہ خان) کی وفاداریاں مشکوک ہیں، ان پر کڑی نظر رکھے ہوئے ہوں اور عملی اقدامات اٹھانے کے لئے مجھے مناسب وقت کا انتظار ہے۔‘‘ (قائداعظم کی تقریر، بحوالہ قادیانیت کا سیاسی تجزیہ، ص:۴۷۵ از صاحبزادہ طارق محمود)

(باقی صفحہ ۱۷ پر)

ناموس رسالت کا تحفظ

قاضی عمران احمد

اسلام کی مقبولیت روکنے کے لئے دشمنانِ اسلام اوچھے ہتھکنڈے استعمال کررہے ہیں، مغربی ویورپی ممالک کی جانب سے ہر کچھ عرصہ بعد اسلام، پیغمبر اسلام اور شعائر اسلام کے خلاف کوئی نہ کوئی توہین آمیز واقعہ پیش آتا ہے۔

اسلام کی بڑھتی ہوئی مقبولیت سے خوفزدہ یہود ونصاریٰ وہنود مسلمانوں اور عالم اسلام کے جذبات مشتعل کرنے کے لئے پیغمبر اسلام اور شعائر اسلام پر رکیک حملے کرتے رہتے ہیں، ان کا مقصد صرف اور صرف مسلمانوں اور اسلام کو بدنام کرنا اور ان کی ساکھ خراب کرنا ہے۔ ان کی جانب سے مسلمانوں کے خلاف اشتعال انگیزی اور ان کے مذہبی جذبات کو برانگیختہ کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا جاتا۔ یوں تو اسلام اور کفر میں صدیوں سے کشمکش جاری ہے اور ہر دور میں یہود ونصاریٰ نے مسلم امہ کے خلاف مکروہ سازشوں کا سلسلہ جاری رکھا ہے اور ان میں شدت نائن الیون کے واقعہ کے بعد پیدا ہوئی ہے، ایک طرف مسلمانوں پر یلغار کرکے ان کے ممالک اور وسائل پر قبضہ کیا جارہا ہے ان کا قتل عام کیا جارہا ہے تو دوسری طرف اسلامی عقائد و نظریات و احکامات کے خلاف زہریلا اور منفی پروپیگنڈا جاری ہے۔

رسول رحمت، نبی آخرالزماں، سرور کائنات، سرور دو عالم، محبوب رب، پیغمبر اسلام سیدنا محمد عربی ہاشمی و مطلبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کا معاملہ ستمبر ۲۰۰۵ء میں منظر عام پر آیا، جب ۳۰ر ستمبر ۲۰۰۵ء کو ڈنمارک کے ایک کثیر الاشاعت اخبار ”جیلنڈز پوسٹن“ نے جو یہودیوں کی ملکیت ہے اور جس کی پیشانی پر ”اسٹار آف ڈیوڈ“ (یہودیوں کا مقدس نشان جو حضرت داؤد علیہ السلام سے منسوب ہے) محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے توہین آمیز ۱۲ خاکے شائع کئے ان توہین آمیز خاکوں کی اشاعت سے چند ماہ قبل بچوں کی کہانیوں کے مصنف کرے بلوگن نے جیلنڈز پوسٹن کے ایڈیٹر سے ملاقات کی اور اسے بتایا کہ اس نے مسلمانوں کے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک کتابچہ لکھا ہے، جس میں وہ بعض خاکے شائع کرانا چاہتا ہے مگر کوئی مصور خاکے بنانے کے لئے تیار نہیں ہے، اس کا کہنا تھا کہ مسلمان اس قسم کی گستاخی کے مرتکب کو قتل کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے ہیں، اس نے ایڈیٹر کو کہا کہ وہ اس کتابچہ کا مسودہ ساتھ لایا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اس کی اشاعت کے لئے کوئی راہ نکالی جائے، جیلنڈز پوسٹن کے ایڈیٹر کے شیطانی دماغ میں ایک مکروہ خیال نے جنم لیا اور اس نے اپنے اخبار کے لئے کام کرنے والے تمام چالیس کارٹونسٹوں یا مصوروں کو اپنے دفتر میں بلایا اور انہیں وہ مسودہ پڑھ کر پیغمبر کے اہانت آمیز خاکے بنانے کے لئے کہا، ان چالیس مصوروں یا کارٹونسٹوں میں سے ۲۸ مصوروں نے اس طرح خاکے بنانے سے صاف انکار کردیا، جبکہ بقیہ ۱۲ افراد نے ان خاکوں کو بنانے کی حامی بھرلی اور انہوں نے کرے بلوگن کے شیطانی کتابچہ کے مسودے کے مطابق یہ توہین آمیز خاکے تیار کردیے، یہ توہین آمیز خاکے بعدازاں جیلنڈز پوسٹن کے ملعون ایڈیٹر نے اپنے اخبار میں شائع کردیے۔

۱۰ر جنوری ۲۰۰۶ء کو ناروے کے ایک جریدے میگزینیت نے ان توہین آمیز خاکوں کو اپنے جریدے میں شامل اشاعت کیا، اس کے اگلے روز ایک نارویجن اخبار واگ بلادت نے یہ خاکے اپنے انٹرنیٹ ایڈیشن میں شامل کرلئے، اس طرح یہ اشتعال انگیز گستاخی پوری دنیا میں پھیل گئی، کچھ دنوں کے بعد امریکی اخبار بھی اس شیطانی کھیل میں شریک ہوگیا۔ کلگیری سے شائع ہونے والی اخبار ویسٹرن اسٹینڈرڈ نے اپنی اشاعت خاص میں ان بارہ توہین آمیز خاکوں میں سے آٹھ خاکے شائع کردیے، بعدازاں چینی زبان میں شائع ہونے والے ایک ملائشین اخبار نے بھی اس شیطانی کھیل میں شمولیت اختیار کرلی، ابھی ان خاکوں کی اشاعت پر عالم اسلام میں شدید اشتعال اور غم وغصے کا اظہار کیا

جارہا تھا اور عالم کفر کی اس مکروہ و قبیح حرکت پر سراپا احتجاج تھا کہ فرانس، جرمنی اور اٹلی کے اخبارات نے بھی ان توہین آمیز خاکوں کو شائع کرنا شروع کردیا، نبی آخرالزمان، آقائے نامدار سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ توہین آمیز خاکے جو ڈنمارک سے پہلی مرتبہ شائع ہوئے تھے مسلسل چھ ماہ کے دوران ۱۴۰ سے زائد اخبارات میں شائع ہوتے رہے۔

اپریل ۲۰۰۳ء میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہانت آمیز خاکے شائع کرنے والے اخبار جیلنڈز پوسٹن کے ایک کارٹونسٹ کرسٹوفر زیلر نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں گستاخی کے مظہر چند خاکے بنا کر انہیں اشاعت کے لئے بھجوایا تو سنڈے میگزین کے ایڈیٹر جینز کیس نے ان خاکوں کی اشاعت سے انکار کردیا۔ ایڈیٹر کا موقف تھا کہ ان خاکوں کی اشاعت ایک حلقہ کی دل آزاری اور اشتعال کا سبب بنے گی، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کرتے وقت اس موقف یا اصول کو پس پشت ڈال دیا گیا۔ ان توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کے بعد جب ڈنمارک کے وزیر اعظم آندرے فوغ راس مسن سے آزادانہ تحقیقات کرانے اور ذمہ داران کے خلاف قانونی اقدامات اٹھانے کا مطالبہ کیا گیا تو انہوں نے اس مطالبہ کو رد کرتے ہوئے کہا کہ یہ مسئلہ اقوام متحدہ کے ذریعے حل کیا جاسکتا ہے، میں ذاتی طور پر چاہتا ہوں کہ مسئلہ خود یورپ طے کرے، کیونکہ یہ تنازعہ یورپ اور مسلم دنیا کے درمیان ہی ہے، انہوں نے کہا کہ خاکوں کی اشاعت پر حکومت معافی نہیں مانگے گی کیونکہ اخبارات میں کیا چھپ رہا ہے اس سے حکومت کا کوئی تعلق نہیں۔

ڈنمارک یورپی یونین کا رکن ملک ہے، جس نے بنیادی حقوق کے چارٹرڈ پر دستخط کرر کھے ہیں جس کی شق نمبر ۱۰ (۱) میں آزادیٔ اظہار کی مکمل اجازت دی گئی ہے مگر ساتھ ہی شق نمبر ۱۰ (۲) میں یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ اس آزادیٔ اظہار کو بعض شرائط کے ساتھ استعمال کیا جاسکتا ہے اور غیر ذمہ دارانہ طرز اظہار اَمن عامہ اور عالمی یکجہتی کے خلاف اظہار رائے پر سزا دی جاسکتی ہے۔

دی ایشین ایج دہلی کے ایڈیٹر ان چیف ایم جے اکبر کے ایک مضمون کے مطابق ڈنمارک کی تعزیرات کی دفعہ ۲۶۶-بی کے مطابق اگر کوئی شخص عملاً کوئی ایسا بیان جاری کرے یا اس قسم کی معلومات فراہم کرے جو کسی مخصوص طبقے کی اہانت کا موجب بنتی ہو، دھمکی دی گئی ہو یا نسلی تعصب ابھارا گیا ہو، کسی کے عقیدے پر حرف زنی کی گئی ہو تو اسے دو سال تک قید کی سزا دی جاسکتی ہے، اسی تعزیرات کی دفعہ ۱۴۰ کے تحت اس ملک میں مقیم کسی بھی مذہب کے پیروکاروں کی تضحیک جرم ہے، مجرم کو قید اور جرمانے کی سزائیں دی جاسکتی ہیں۔

ڈنمارک کے اس قانون کی رُو سے وزیر اعظم اندرے فوغ راس مسن کا یہ دعویٰ بالکل غلط ثابت ہوگیا کہ اخبارات میں کیا چھپ رہا ہے، اس سے حکومت کا کوئی تعلق نہیں۔ یہ حقیقت بھی سامنے آتی ہے کہ ڈنمارک کی حکومت اپنے اخبارات کا محاسبہ کرنے کے بجائے ان کو تحفظ فراہم کررہی ہے اور غیر مسلم ممالک کا طرز عمل بھی ثابت کرنے کے لئے کافی ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف انتہا پسندی کے الزامات بے بنیاد ہیں، اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ مغرب مسلمانوں کی دل آزاری کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا۔

ان توہین آمیز خاکوں کو پہلی مرتبہ ۳۰ ستمبر ۲۰۰۵ء میں ڈنمارک کے اخبار جیلنڈز پوسٹن نے شائع کیا، اس کے بعد اس مہم میں ایک ایک کرکے امریکا سمیت تمام یورپی ممالک کے اخبارات شامل ہوتے چلے گئے اور اس دوران ۱۴۰ سے زائد اخبارات میں ان توہین آمیز خاکوں کی اشاعت ہوئی، ڈنمارک کے علاوہ جرمنی، رومانیہ، ناروے، سویڈن، سوئٹزرلینڈ، امریکا، آئس لینڈ، فرانس، ہنگری، نیدرلینڈ، اٹلی، پرتگال، اسپین، بیلجیئم، ارجنٹائن، پولینڈ، آسٹریلیا، فجی، اسرائیل، وینزویلا، کروشیا، برازیل، الجیریا، کینیڈا، اور چیکوسلاواکیہ سمیت تین مسلم ممالک کے اخبارات میں ان خاکوں کی اشاعت کی گئی۔ ۸/ اگست ۲۰۰۷ء کو سویڈن کے شہر اوریبرو کے اخبار "نیرکس ایلی ہنڈا" میں ایک مرتبہ پھر سویڈش آرٹسٹ لارس ولکس کے بنائے ہوئے توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کرکے مسلم امہ کے جذبات کو مشتعل کرکے ان کی دل آزاری کی گئی۔

عالم کفر اسلام دشمنی کے ایک نقطے پر اپنے تمام تر اختلافات کے باوجود متحد ہے اور ان کی جانب سے کوئی نہ کوئی ایسا ایشو سامنے آتا رہتا ہے کہ جس سے مسلمانوں میں اشتعال پھیلتا ہو اور وہ اسلام کو نقصان پہنچانے اور مسلمانوں کو منتشر کرنے کے لئے نئے نئے فتنوں کو ہوا دیتے رہتے ہیں۔

ماضی قریب میں ان توہین آمیز خاکوں کی

اشاعت سے قبل عورت کی اقتدا میں نماز کی ادائیگی کا فتنہ پیدا کرنے کی بھی کوشش کی گئی اور اس ناپاک منصوبے کو یہود و نصاریٰ کے سازشی منصوبہ سازوں نے اسلام کو اکیسویں صدی کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش قرار دیا۔ عورت کی امامت کا فتنہ کھڑا کرنے کے لئے مشہور عالم دین سیرت نگار علامہ شبلی نعمانی کی پڑنواسی ''اسرا نعمانی'' اور ویسٹورجینیا یونیورسٹی کی خاتون پروفیسر ''ڈاکٹر عینہ ودود'' کا انتخاب کیا گیا، اس فتنہ کی خالق اسرا نعمانی ہے جو بھارتی نژاد امریکی صحافی ہے اور عورتوں کے حقوق کے لئے بہت زیادہ سرگرم ہے۔

اس قسم کی دیگر سازشیں یہود و نصاریٰ کی جانب سے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جاری ہیں اور وہ وحدت اسلام کا شیرازہ بکھیرنے کی مکروہ مذموم سازشوں میں مصروف ہیں۔

بدقسمتی اس سارے معاملے کی یہ ہے کہ مسلم امہ کے بے حس حکمرانوں کی جانب سے اس طرح کے مذموم واقعات پر زبانی کلامی احتجاج کے سوا کچھ نہیں ہوتا، یہی وجہ ہے کہ ان کی جانب سے اس طرح کے رکیک اور توہین آمیز واقعات میں ہر آنے والے دن کے ساتھ اضافہ ہو رہا ہے۔

او آئی سی صرف بیٹھنے، گفتگو کرنے اور منتشر ہو جانے کے سوا کچھ نہیں، عالم اسلام کا سب سے بڑا پلیٹ فارم ہونے کے باوجود اس پلیٹ فارم سے مسلمانوں اور مسلم ممالک کے لئے کوئی بڑا قابل رشک فیصلہ نہیں کیا جاسکا، ایک مصلحت پسندی ہے جو ''او آئی سی'' کے ذمہ داران پر چھائی ہوئی ہے۔ اس سے قبل مسلمانوں کے خلاف امریکی و اتحادی ممالک نے حملے کئے۔ ان ملکوں پر قبضہ کر لیا، ان کے وسائل پر قابض ہو کر ان کے شہروں کو کھنڈرات میں تبدیل کر دیا۔ او آئی سی زبانی احتجاج سے آگے نہیں بڑھ سکی، اسرائیل نے گزشتہ ساٹھ برسوں سے ارض مقدس فلسطین اور قبلہ اول پر غاصبانہ و جابرانہ تسلط جما رکھا ہے۔ اسرائیل نے پڑوسی ممالک پر کئی مرتبہ حملے کئے، اس کی جانب سے مسلسل دھمکیاں ملتی رہتی ہیں، وہ عرب ممالک کے پانی اور دیگر وسائل پر قبضہ جمائے بیٹھا ہے، بوسنیا ہرزیگووینا میں سربیائی درندوں نے لاکھوں مسلمانوں کو شہید کر ڈالا، عفت مآب بہنوں، بیٹیوں اور ماؤں کی حرمت پامال کر دی گئی، او آئی سی کے لب سلے رہے۔ صومالیہ، الجزائر، سوڈان، شیشان، فلپائن، روہنگیا، برما، تھائی لینڈ، اور بھارت میں مسلمانوں کو شہید کیا جاتا رہا، او آئی سی خاموش رہی۔ افغانستان اور عراق کو کھنڈرات میں تبدیل کر کے لاکھوں افراد کو منوں مٹی تلے سلا دیا گیا، او آئی سی مہر بہ لب رہی، اسلامی شعائر کا مذاق اڑایا جاتا رہا۔ عورت کی امامت میں امریکا میں نماز کی ادائیگی ایک چرچ میں کرادی گئی، نبی آخرالزماں حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے توہین آمیز خاکے چھ ماہ کے دوران ۱۴۰ اخبارات میں تسلسل کے ساتھ شائع ہوتے رہے، او آئی سی کے ہونٹوں پر لگے قفل نہ ٹوٹ سکے۔

او آئی سی بدقسمتی سے ایک غیر فعال اور سرد پلیٹ فارم ہے، جہاں سے مسلم امہ کے لئے کوئی ایسا فیصلہ سامنے نہ آیا، جس سے مسلم دنیا میں انقلاب آ جائے اور وہ بھی عالم کفر کے مقابلے میں ڈٹ سکے، اسے للکار سکے، اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال سکے، اپنے تنازعات خود حل کر سکے، اپنی قسمت کا فیصلہ کرنے کے قابل ہو سکے، موجودہ حالات میں زبانی احتجاج نہیں عملی اقدامات کی ضرورت ہے، مسلم حکمرانوں کو امریکی و مغربی در کو چھوڑ کر حاکموں کے حاکم، مالک کائنات خالق ارض و سماء کے در پر اپنا سر جھکانے کی ضرورت ہے، اللہ کے دین اور اس کی مقدس تعلیمات کے تحفظ کے لئے اٹھ کھڑے ہونے کی ضرورت ہے، ناموس رسالت کا تحفظ ذمہ داری نہیں ہے ایمان کا لازمی حصہ ہے، اگر اب بھی متحد نہیں ہوئے، عالم کفر کے آگے بند نہ باندھا، اس کی بڑھتی ہوئی مذموم رکیک توہین آمیز گستاخیوں اور مکروہ سازشوں پر اس کے خلاف سخت اقدامات نہ اٹھائے، عالم کفر کی بڑھتی ہوئی ہوس ملک گیری کو نہ روکا، اس کے راستے میں حائل نہ ہوئے تو دنیا میں تو انجام خراب ہوتا ہی ہے آخرت بھی برباد ہو جائے گی، محشر میں کیا منہ دکھائیں گے؟

او آئی سی کو رسمی کارروائیوں اور بیانات کے بجائے اب عملی اقدامات اٹھانے کی ضرورت ہے، اسے فعال و متحرک کرنے کی ضرورت ہے کہ عالم کفر اپنی حدود سے باہر نکلتا جا رہا ہے اور مسلم حکمرانوں کی نااتفاقی، باہمی، چپقلش، عیش کوشی، مفاد پرستی اور غفلت کا خمیازہ امت مسلمہ اور دین اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی کی صورت میں برآمد ہو رہا ہے، متحد ہو کر مسلمان حکمران سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں اور آگے بڑھ کر عالم کفر کے بڑھتے ہوئے ہاتھ پکڑ لیں تو طاغوت بہت بزدل ہے، عالم اسلام کے سامنے ڈھیر ہو جائے گا، صرف عملی اقدامات کی ضرورت ہے۔

(بشکریہ ماہنامہ انوار مدینہ لاہور، ستمبر ۲۰۱۸ء)

قادیانیت

پارلیمنٹ کے بعد اعلیٰ عدالتوں کے فیصلے

محمد متین خالد

سابق وزیراعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو کے دور حکومت میں ۷ستمبر ۱۹۷۴ء کو ملک کی منتخب پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر قادیانیوں کے دونوں فرقوں (ربوی ولاہوری) کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور آئین پاکستان کی شق 160(2) اور (3) 260 میں اس کا مستقل اندراج کر دیا۔ لیکن اس کے باوجود قادیانی مسلسل شعائر اسلامی استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ ۲۶/ اپریل ۱۹۸۴ء کو حکومت نے امن وامان کی صورتحال کے پیش نظر امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا جس میں قادیانیوں کو شعائر اسلامی کے استعمال سے قانوناً روکا گیا۔ اس آرڈیننس کے نتیجہ میں تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298/B اور 298/C کے تحت کوئی قادیانی خود کو مسلمان نہیں کہلوا سکتا۔ اپنے مذہب کو اسلام نہیں کہہ سکتا۔ اپنے مذہب کی تبلیغ و تشہیر اور شعائر اسلامی وغیرہ استعمال نہیں کر سکتا۔ خلاف ورزی کی صورت میں وہ تین سال قید اور جرمانہ کی سزا کا مستوجب ہوگا۔

قادیانیوں نے امتناع قادیانیت آرڈیننس کو وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کیا جہاں ان کی رٹ درخواست خارج کرتے ہوئے جج صاحبان نے متفقہ طور پر اس آرڈیننس کو درست قرار دیا اور قادیانیوں کے بارے میں دو سو صفحات سے زائد اپنے تاریخی فیصلہ میں لکھا:

”قادیانی امت مسلمہ کا حصہ نہیں ہیں۔ اس بات کو خود ان کا اپنا طرز عمل خوب واضح کرتا ہے۔ ان کے نزدیک تمام مسلمان کافر ہیں۔ وہ ایک الگ امت ہیں۔ یہ متناقض ہے کہ انہوں نے امت مسلمہ کی جگہ لے لی ہے اور مسلمانوں کو اس امت سے خارج قرار دیا ہے۔ مسلمان انہیں امت مسلمہ سے خارج قرار دیتے ہیں اور عجیب بات یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کو اس امت سے خارج سمجھتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ دونوں ایک ہی امت میں سے نہیں ہو سکتے۔ یہ سوال کہ امت مسلمہ کے افراد کون ہیں؟ برطانوی ہندوستان میں کسی ادارے کے موجود نہ ہونے کی بنا پر حل نہ ہو سکا۔ لیکن اسلامی ریاست میں اس موضوع کو طے کرنے کے لئے ادارے موجود ہیں اور اس لئے اب کوئی مشکل درپیش نہیں ہے۔“

(PLD 1985 FSC8)

سپریم کورٹ کے فل بنچ نے قادیانیوں کے خلاف وفاقی شرعی عدالت کے تاریخی فیصلہ پر مہر تصدیق ثبت کرتے ہوئے اپنے فیصلہ میں لکھا:

”اس ترمیم نے مرزا قادیانی کے پیروکاروں کو جو عموماً احمدیوں کے نام سے معروف ہیں۔ غیر مسلم قرار دے دیا تھا۔ یہ ترمیم جمہوری، پارلیمانی نیز عدالتی طریقے پر کی گئی تھی اور پورے ہاؤس پر مشتمل خاص کمیٹی کی طویل روئیداد کے دوران احمدیوں کے دونوں گروہوں کے مسلمہ لیڈروں کو بھی اپنا نقطہ نظر پیش کرنے کا پورا موقع فراہم کیا گیا تھا۔ اس کمیٹی کو پیش کی جانے والی قرارداد میں یہ تصریح بھی موجود تھی کہ: ”احمدی اندرونی اور بیرونی سطح پر تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔“

اور یہ کہ: ”اس وقت مکہ مکرمہ میں منعقد ہونے والی ایک کانفرنس نے جس میں دنیا بھر سے ایک سو چالیس وفود نے شرکت کی تھی۔ بالاتفاق قرار دیا تھا کہ: ”قادیانیت اسلام اور عالم اسلام کے خلاف سرگرم عمل ایک تخریبی تحریک ہے جو دھوکے اور مکاری سے ایک اسلامی فرقہ ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔“ (مباحثہ قومی اسمبلی پارلیمنٹ جلد ۲، ۱۹۷۴ء)

(PLD 1988 SC 167)

لاہور ہائی کورٹ کے جناب جسٹس محمد رفیق تارڑ (سابق صدر پاکستان) نے قادیانیوں کے خلاف اپنے ایک فیصلہ میں لکھا: ”مرزا قادیانی نے بذات خود ”محمد رسول اللہ“ ہونے کا اعلان کیا اور ان تمام لوگوں کے خلاف بے حد غلیظ زبان استعمال کی۔ جنہوں نے اس کی جھوٹی نبوت کے دعویٰ کو مسترد کیا اور اس (مرزا قادیانی) نے خود اعلان کیا کہ وہ برطانوی سامراج کی پیداوار یعنی اس کا ”خود کاشتہ پودا“ ہے۔“ (PLD 1987 Lahore 458)

کوئٹہ ہائی کورٹ کے جناب جسٹس امیر الملک مینگل نے قادیانیوں کی امتناع قادیانیت آرڈیننس ۱۹۸۴ء کی خلاف ورزی پر اپنے ایک فیصلہ میں لکھا:

’’خواہ کچھ بھی ہو۔ موجودہ مقدمے میں تو یہ دیکھا جانا ہے کہ ان قادیانیوں کی نیت کیا تھی جب وہ کلمہ طیبہ کا بیج لگا کر گلیوں کے ہجوم میں گھومتے پھرے؟ اس کی صریح وجہ یہی نظر آتی ہے کہ مذکورہ سائلان لوگوں سے یہ منوانے کا ارادہ رکھتے تھے کہ وہ مسلم ہیں۔ یہی بات ان کی طرف سے مجرمانہ نیت یا مجرم ضمیر (mensrea) کا اظہار کرتی ہے۔ لہٰذا اس مقدمے کے تسلیم کردہ واقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس موضوع پر بحث نہیں کی جا سکتی کہ سائلان کا یہ فعل کسی مجرمانہ ارادے یا مجرم ضمیر کے بغیر تھا۔ کیونکہ سائلان اس بات کی کوئی دلیل بیان کرنے میں ناکام رہے ہیں کہ انہوں نے شہر کے پر ہجوم بازاروں میں چلتے پھرتے وقت کلمہ طیبہ کے بیج کس وجہ سے لگا رکھے تھے۔ سوائے اس کے کہ وہ مسلم ہونے کا بہانہ کرتے تھے یا دوسروں سے خود کو مسلم منوانا چاہتے تھے۔‘‘

(PLD 1988 Quetta 22)

لاہور ہائی کورٹ کے جناب جسٹس خلیل الرحمٰن خان نے قادیانیوں کے صد سالہ جشن پر پابندی لگاتے ہوئے اپنے ایک مفصل فیصلہ میں لکھا:

’’قادیانیوں کے نزدیک غیر قادیانی یا غیر احمدی دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ اس طرح انہوں نے اپنی علیحدہ امت بنائی ہے جو امت مسلمہ کا حصہ نہیں۔ یہ چیز خود ان کے طرز عمل اور عقائد سے ثابت ہے۔ وہ مسلمانوں کو اپنی ملت، سے خارج گردانتے ہیں۔ قادیانی حضرات حکومت برطانیہ کے زیر سایہ خود کو مسلمان ظاہر کر سکتے تھے۔ اب ایسا نہیں کر سکتے۔ کیونکہ مسلمانوں کے نزدیک مرزا قادیانی امتِ مسلمہ میں انتشار و تفریق پیدا کر کے انگریزوں کے مفادات کے لئے کام کرتا رہا تھا۔ مرزا قادیانی کے مخصوص دعویٰ کے پیش نظر یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ قادیانی حضرات مرزا قادیانی کو حضرت محمد ﷺ کا بدل مانتے ہیں۔ اس لئے جھنڈوں پر لکھے ہوئے اور بیجوں پر تحریر شدہ الفاظ ’’محمد رسول اللّٰہ‘‘ کا استعمال ہر احمدی کی اپنی ذمہ داری ہے۔ کیونکہ ایسا کرنا رسول اکرم ﷺ کے مقدس نام کی بے حرمتی کرنے کے مترادف ہے۔ بلاشبہ ایسا فعل دفعہ 295-C کے دائرہ میں آتا ہے۔‘‘ *(PLD 1992 Lahore-1)*

سپریم کورٹ آف پاکستان کے فل بنچ نے شعائر اسلامی استعمال کرنے پر قادیانیوں کے خلاف اپنے ایک تاریخ ساز فیصلہ میں لکھا:

’’یہ بات قابل غور ہے کہ صرف پاکستان میں ہی نہیں بلکہ دنیا بھر کے قوانین، ایسے الفاظ اور جملوں کے استعمال کا تحفظ کرتے ہیں، جن کا مخصوص مفہوم و معنی ہو اور اگر وہ دوسروں کے لئے استعمال کئے جائیں تو لوگوں کو دھوکا دینے اور گمراہ کرنے کا سبب بن سکتے ہیں۔ جو لوگ دوسروں کو دھوکا دیتے ہیں۔ ان کی حوصلہ شکنی ہونی چاہئے۔ پاکستان ایک نظریاتی ریاست میں قادیانی جو کہ غیر مسلم ہیں۔ اپنے عقیدہ کو اسلام کے طور پر پیش کر کے دھوکا دینا چاہتے ہیں۔ یہ بات خوش آئند اور لائق تحسین ہے کہ دنیا کے اس خطے میں عقیدہ آج بھی ہر مسلمان کے لئے سب سے قیمتی متاع ہے۔ وہ ایسی حکومت کو ہرگز برداشت نہیں کرے گا جو اسے ایسی جعل سازیوں اور دسیسہ کاریوں سے تحفظ فراہم کرنے کو تیار نہ ہو۔ قادیانی اصرار کرتے ہیں کہ انہیں نہ صرف اپنے مذہب کو اسلام کے طور پر پیش کرنے کا لائسنس دیا جائے۔ بلکہ وہ یہ بھی چاہتے ہیں کہ اسلام کی انتہائی محترم و مقدس شخصیات کے ساتھ استعمال ہونے والے القابات اور خطابات وغیرہ کو ان غیر مسلموں (مرزا قادیانی اور اس کے خلیفوں) کے ناموں کے ساتھ چسپاں کیا جائے جو مسلم شخصیات کی جوتی کے برابر بھی نہیں۔ حقیقتاً مسلمان اس اقدام کو اپنی عظیم ہستیوں کی بے حرمتی اور توہین و تنقیص پر محمول کرتے ہیں۔

پس قادیانیوں کی طرف سے ممنوعہ القابات اور شعائر اسلامی کے استعمال پر اصرار اس بارے میں کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہنے دیتا کہ وہ قصداً ایسا کرنا چاہتے ہیں جو نہ صرف ان مقدس ہستیوں کی بے حرمتی کرنے بلکہ دوسروں کو دھوکا دینے کے مترادف بھی ہے۔ اگر کوئی مذہبی گروہ (قادیانیت) دھوکا دہی اور فریب کاری کو اپنا بنیادی حق سمجھ کر اس پر اصرار کرے اور اس سلسلے میں عدالتوں سے مدد کا طلب گار ہو تو اس کا خدا ہی حافظ ہے۔ اگر قادیانی دوسروں کو دھوکا دینے کا ارادہ نہیں رکھتے تو وہ اپنے مذہب کے لئے نئے القابات وغیرہ کیوں وضع نہیں کر لیتے؟ کیا انہیں اس بات کا احساس نہیں کہ دوسرے مذاہب کے شعائر، مخصوص نشانات، علامات اور اعمال پر انحصار کر کے وہ خود اپنے مذہب کی ریاکاری کا پردہ چاک کریں گے۔ اس صورت میں اس کے معانی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ ان کا نیا مذہب، اپنی طاقت، میرٹ اور صلاحیت کے بل پر ترقی نہیں کر سکتا یا فروغ نہیں پا سکتا۔ بلکہ اسے جعل

سازی وفریب کاری پر انحصار کرنا پڑ رہا ہے؟ آخر کار دنیا میں اور بھی بہت سے مذاہب ہیں۔ انہوں نے مسلمانوں یا دوسروں لوگوں کے القابات وغیرہ پر کبھی غاصبانہ قبضہ نہیں کیا۔ بلکہ وہ اپنے عقائد کی پیروی اور اس کی تبلیغ بڑے فخر سے کرتے ہیں۔ ہر مسلمان کے لئے جس کا ایمان پختہ ہو، لازم ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ اپنے بچوں، خاندان، والدین اور دنیا کی ہر محبوب ترین شے سے بڑھ کر پیار کرے۔" (صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب حب الرسول من الایمان) کیا ایسی صورت میں کوئی کسی مسلمان کو مورد الزام ٹھہرا سکتا ہے۔ اگر وہ ایسا دل آزار مواد جیسا کہ مرزا قادیانی نے تخلیق کیا ہے سننے، پڑھنے یا دیکھنے کے بعد اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکے؟ "ہمیں اس پس منظر میں قادیانیوں کے صد سالہ جشن کی تقریبات کے موقع پر قادیانیوں کے اعلانیہ رویہ کا تصور کرنا چاہئے اور اس ردعمل کے بارے میں سوچنا چاہئے، جس کا اظہار مسلمانوں کی طرف سے ہو سکتا تھا۔ اس لئے اگر کسی قادیانی کو انتظامیہ کی طرف سے یا قانوناً شعائر اسلام کا اعلانیہ اظہار کرنے یا انہیں پڑھنے کی اجازت دے دی جائے تو یہ اقدام اس کی شکل میں ایک اور "رشدی" تخلیق کرنے کے مترادف ہوگا۔ کیا اس صورت میں انتظامیہ اس کی جان، مال اور آزادی کے تحفظ کی ضمانت دے سکتی ہے؟ اور اگر دے سکتی ہے تو کس قیمت پر؟ اگر قادیانیوں کو سرعام جلوس نکالنے یا جلسہ کرنے کی اجازت دی جائے تو یہ خانہ جنگی کی اجازت دینے کے برابر ہے۔ یہ محض قیاس آرائی نہیں۔ حقیقتاً ماضی میں بارہا ایسا ہو چکا ہے اور بھاری جانی و مالی نقصان کے بعد اس پر قابو پایا گیا۔ ردعمل یہ ہوتا ہے کہ جب کوئی قادیانی سرعام کسی پلے کارڈ، بیج یا پوسٹر پر کلمہ کی نمائش کرتا ہے یا دیوار یا نمائشی دروازوں یا جھنڈیوں پر لکھتا ہے یا دوسرے شعائر اسلامی کا استعمال کرتا یا انہیں پڑھتا ہے تو یہ اعلانیہ رسول اکرم ﷺ کے نام نامی کی بے حرمتی اور دوسرے انبیائے کرام کے اسمائے گرامی کی توہین کے ساتھ ساتھ مرزا قادیانی کا مرتبہ اونچا کرنے کے مترادف ہے جس سے مسلمانوں کا مشتعل ہونا اور طیش میں آنا ایک فطری بات ہے اور یہ چیز نقض امن عامہ کا موجب بن سکتی ہے جس کے نتیجہ میں قادیانیوں کے جان و مال کا نقصان ہوسکتا ہے۔

ہم یہ بھی نہیں سمجھتے کہ قادیانیوں کو اپنی شخصیات، مقامات اور معمولات کے لئے نئے خطاب، القاب یا نام وضع کرنے میں کسی دشواری کا سامنا کرنا پڑے گا۔ آخر کار ہندوؤں، عیسائیوں، سکھوں اور دیگر برادریوں نے بھی تو اپنے بزرگوں کے لئے القاب و خطاب بنا رکھے ہیں اور وہ اپنے تہوار امن و امان کا کوئی مسئلہ یا الجھن پیدا کئے بغیر پرامن طور پر مناتے ہیں۔ بہرحال قادیانیوں پر لازم ہے کہ وہ آئین وقانون کا احترام کریں اور انہیں اسلام سمیت کسی دوسرے مذہب کی مقدس ہستیوں کی بے حرمتی یا توہین نہیں کرنی چاہئے نہ ہی ان کے مخصوص خطابات، القابات و اصطلاحات استعمال کرنے چاہئے۔"

جناب جسٹس عبدالقدیر چودھری، جناب جسٹس ولی محمد خاں، جناب جسٹس محمد افضل لون، جناب جسٹس سلیم اختر (ظہیر الدین بنام سرکار 1993 SCMR 1718ء)

اعلیٰ عدالتوں کے اتنے سارے فیصلوں کی موجودگی میں کسی ذی شعور کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ حکومت سے قادیانیوں کو آئین میں غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے والی ترمیم کے خاتمہ کا مطالبہ کرے۔ یہ بات معمولی پڑھا لکھا شخص بھی جانتا ہے کہ کسی بھی ملک کی پارلیمنٹ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی بھی شخص یا جماعت کے بارے میں ملک کے مفاد کے پیش نظر کوئی بھی فیصلہ کر سکتی ہے۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا فیصلہ بھی ۱۹۷۴ء میں ملک کی منتخب پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر کیا تھا۔ پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کے مشترکہ اجلاس میں قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر کو اپنا موقف پیش کرنے کا پورا پورا موقع دیا گیا اور اس خصوصی اجلاس میں مرزا ناصر نے اٹارنی جنرل جناب یحییٰ بختیار کی جرح کے دوران تسلیم کیا کہ ملک کی پارلیمنٹ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی بھی شخص یا جماعت کو غیر مسلم اقلیت قرار دے سکتی ہے۔ جناب یحییٰ بختیار کی جرح کے دوران مرزا ناصر نے اپنے ان تمام مذہبی عقائد کو تسلیم کیا جس پر پوری امت مسلمہ کو نہ صرف شدید اختلاف ہے بلکہ وہ اسے اپنے مذہب میں مداخلت بھی سمجھتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ قادیانیوں کی ان عقائد پر ہٹ دھرمی کی وجہ سے ملک عزیز میں کئی بار لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال بھی پیدا ہوئی۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ قادیانیوں کو پابند کیا جائے کہ وہ آئین اور قانون کا احترام کریں۔ ☆☆

قادیانی نامنظور کیوں؟

ایوب بیگ مرزا

سیکولر خیالات کے حامل ہمارے دانشور اس وقت بہت پریشان دکھائی دیتے ہیں جب وہ قادیانیت کے حوالے سے مسلمانانِ پاکستان کا شدید اور انتہائی غیر معمولی رویہ اور ردِعمل دیکھتے ہیں؟ وہ سوال کھڑا کردیتے ہیں کہ کیا قادیانی پاکستانی نہیں؟ کیا قادیانیوں کو زندہ رہنے کا حق نہیں؟ کیا کسی قادیانی کو میرٹ پر بھی پاکستان میں کوئی عہدہ لینے کا حق نہیں؟ ہم پاکستانی اس اقلیت سے اتنا ظالمانہ رویہ کیوں رکھتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ مذہبی حوالے سے قادیانیوں کی حیثیت کے بارے میں ہمارے علمائے کرام اس قدر لکھ چکے ہیں کہ ہم جیسا اس میں کوئی اضافہ نہیں کرسکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام حکم دیتا ہے کہ اسلامی ریاست ذمی کے مال، جان اور عزت کی اسی طرح حفاظت کرے جس طرح وہ مسلمانوں کی کرتی ہے۔ اسلامی ریاست کے اہلکاروں پر اقلیتوں کی عبادت گاہوں کی حفاظت اسی طرح فرض کرے جیسے مسجد کی فرض ہے۔ صاحب نصاب مسلمانوں پر زکوٰۃ فرض ہے اور غیر مسلم جزیہ ادا کرتا ہے۔ اگر ہم غور کریں تو معلوم ہوگا کہ آئین پاکستان کو تو کسی حد تک اسلامی آئین کہا جاسکتا ہے، لیکن ریاست پاکستان کو اسلامی ریاست کہنا مشکل ضرور ہے۔ بہرحال پاکستان ایک ایسا ملک تو ہے جس کی غالب اکثریت مسلمانوں پر مشتمل ہے اور حکمران بھی مسلمان ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ نائن الیون کے بعد دنیا بدل گئی، دنیا میں فساد برپا ہوگیا۔ اس سے پہلے پاکستان میں جتنی اقلیتیں محفوظ تھیں۔ دعویٰ کیا جاسکتا ہے کہ دنیا کے کسی اور ملک میں بھی نہیں ہوں گی، آج بھی ردِعمل کے شکار چند ہزار افراد کے سوا پاکستان کے بیس کروڑ عوام اقلیتوں کے حقوق کا مکمل احترام کرتے ہیں اور انہیں اچھے سلوک کا حقدار سمجھتے ہیں۔ پہلا وزیر قانون جوگندر ناتھ منڈل اور جسٹس دراب پٹیل، چیف جسٹس بھگوان داس یہ سب ہندو تھے۔ ان کی تعیناتی پر کسی ایک مسلمان نے بھی اعتراض نہ کیا، نہ کرنا چاہئے تھا۔ عیسائی چیف جسٹس کارنیلس کا سب دل سے احترام کرتے تھے۔ گویا ثابت ہوا کہ پاکستان کے مسلمان خصوصاً اسلامی جماعتیں اقلیتوں کو ان کے پورے حقوق دینے پر رتی بھر معترض نہیں، پھر آخر کار یہی مسلمان ایک قادیانی عاطف میاں کو محض مشاورتی کونسل کا ممبر مقرر کیے جانے پر اتنا ہنگامہ کیوں کھڑا کردیتے ہیں۔

جواب بڑا سادہ ہے کہ یہودی، عیسائی، ہندو اعلانیہ کہتے ہیں کہ تم مسلمان ہو اور ہم مسلمان نہیں ہیں بلکہ ہمارا الگ مذہب ہے جس کے ہم پیروکار ہیں۔ وہ پاکستان میں اپنا اقلیت میں ہونا تسلیم کرتے ہیں اور آئین پاکستان اقلیتوں کے جو حقوق و فرائض متعین کرتا ہے، اس کے حوالے سے پاکستان کے قابلِ احترام شہری ہیں، جبکہ قادیانی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے اور ایک جعل ساز اور کاذب کو نبی تسلیم کرتے ہیں، خود مسلمان ہونے کے دعویدار ہیں، وہ ہم مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں، مرزا غلام احمد قادیانی ایک جگہ لکھتا ہے کہ: جو مجھے نبی تسلیم نہیں کرتے وہ بازاری عورت کی اولاد ہیں۔

آئین پاکستان میں جس کے مطابق قادیانی غیر مسلم ہیں، ان کا الگ اقلیتی مذہب ہے جبکہ وہ اپنی اس حیثیت کو تسلیم کرنے سے انکاری ہیں۔ یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ اگرچہ مسلمانوں کے عیسائی اور یہودیوں سے بہت سے اختلافات ہیں لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مسلمان بھی برحق نبی اور رسول مانتے ہیں۔ ان دانشوروں کو علم ہونا چاہئے کہ مسلمانوں کی تاریخ کا روشن پہلو یہ ہے کہ انہوں نے کبھی کسی جھوٹے نبی سے کسی قسم کی رعایت نہیں کی۔ چاہے مسیلمہ کذاب ہو یا مرزا غلام احمد قادیانی ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے گرامی میں سے ایک محبوب ربانی بھی ہے، اللہ رب العزت نے مسلمان کے دل میں اپنے محبوب کی محبت جاگزیں کردی ہے، مسلمان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی

گستاخی برداشت نہیں کرسکتا اور ختم نبوت سے انکار بدترین گستاخی ہے۔

جہاں تک قادیانیوں کا برصغیر کے مسلمانوں سے سلوک کا تعلق ہے، اس حوالے سے انہوں نے بدترین غداری کا ارتکاب کیا ہے۔ ۱۹۲۷ء میں قائداعظم سائمن کمیشن کو رد کردیا، جبکہ قادیانیوں کے ایک وفد نے خاص طور پر اس کمیشن کے ارکان سے ملاقات کی اور انہیں اپنی حمایت کا یقین دلایا۔ ۱۹۳۷ء سے ۱۹۴۲ء تک قادیانیوں نے یونینیسٹ پارٹی سے مل کر قائداعظم کی مسلم لیگ کا پنجاب میں راستہ روکے رکھا۔ کشمیر کے حوالے سے قادیانیوں نے برصغیر کے مسلمانوں پر ایسی کاری ضرب لگائی کہ ستر سال سے کشمیریوں کا خون بہہ رہا ہے، ضلع گورداسپور واحد ضلع ہے جس سے بھارت کو کشمیر کا زمینی راستہ ملتا ہے۔ اس ضلع میں مسلمانوں کو معمولی اکثریت حاصل تھی، ریڈکلف ایوارڈ کے مطابق یہ ضلع پاکستان کا حصہ بننا چاہئے تھا۔ وہاں اچھی خاصی تعداد میں قادیانی تھے جنہیں حکومت برطانیہ مسلمان قرار دیتی تھی لیکن عین وقت پر قادیانیوں نے مسلمانوں سے الگ ہونے کا دعوئی کردیا۔ بدنیت انگریز اور بدخصلت ہندو نے ان کے اس دعوئی کو فوراً تسلیم کرلیا۔ ریڈکلف کو ڈنڈی مارنے میں آسانی ہوگئی اور گورداسپور بھارت کو مل گیا۔ اگر بھارت کو کشمیر کی طرف زمینی راستہ نہ ملتا تو وہ کیسے کشمیر پر تسلط قائم کر رکھ سکتا تھا؟ وزیرخارجہ سرظفر اللہ خان قادیانی نے قائد اعظم کا جنازہ پڑھنے سے یہ کہہ کر انکار کردیا کہ یا تو میں مسلمان ریاست کا کافر وزیرخارجہ ہوں یا کافر ریاست کا مسلمان وزیرخارجہ ہوں۔

غلام احمد قادیانی کے پوتے ایم ایم احمد نے یحییٰ خان کے دور میں مشرقی اور مغربی پاکستان کی علیحدگی میں اہم رول ادا کیا۔ قادیانیوں کے اسرائیل اور یہودیوں سے تعلقات اور محبت اب کوئی راز نہیں۔ مرزا مبارک احمد اپنی کتاب "Our Foreign Mission" کے صفحہ ۷۹ پر قادیانیوں کی اسرائیل کی خدمات کا ذکر کرتے ہیں۔ ۱۹۷۲ء تک اسرائیل کی فوج میں چھ سو فوجی قادیانی بھرتی تھے۔ ۱۹۸۴ء میں جب ضیاءالحق کے امتناع قادیانیت آرڈی نینس کے خلاف مرزا طاہر نے جنیوا میں اقوام متحدہ کے ہیومن رائٹس کمیشن سے رجوع کیا تو اس وقت جنیوا میں منصور نامی قادیانی سفیر تھا۔ حکومت نے یہ غلطی کی کہ اس کو ذمہ داری سونپ دی کہ وہ پاکستان کے موقف کا دفاع کرے۔ اس نے مرزا طاہر کے حکم پر اپنی ہی حکومت کی مخالفت کی اور پاکستان کو ہزیمت اٹھانا پڑی۔ پنڈی سازش کیس میں بھی قادیانی ملوث تھے۔ اپریل ۱۹۷۳ء میں بھٹو کا تختہ الٹنے کی سازش میں تین قادیانی فوجی افسر گرفتار ہوئے۔ تاریخ میں شریف الدین پیرزادہ کی یہ گواہی موجود ہے کہ جب وہ ایوب خان کے وزیرخارجہ تھے تو فرانسیسی صدر نے ایوب خان کو ایٹمی تعاون کی پیشکش کی تھی۔ ایوب خان یہ بات راز میں رکھنا چاہتے تھے ایم ایم احمد نے امریکا کو مخبری کردی۔ ملک کے مشہور صحافی زاہد ملک اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ: صاحبزادہ یعقوب علی خان کو امریکیوں نے پاکستان کی ایٹمی تنصیبات اور بم کا ماڈل دکھا کر سوال اٹھائے جبکہ وہ امریکیوں کے سامنے اس کا انکار کرچکے تھے، وہ شرمندہ ہوکر کمرے سے نکلے تو انہوں نے دیکھا ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی اسی ماڈل والے کمرے میں موجود تھے۔ قادیانیوں کی پاکستان اور اسلام دشمنی کی داستان اتنی طویل ہے کہ وہ ایک کالم میں سما نہیں سکتی۔ ذوالفقار علی بھٹو نے اپنی اسیری کے دوران سیکورٹی انچارج کرنل رفیع سے کہا تھا کہ قادیانی پاکستان میں وہی حیثیت حاصل کرنا چاہتے ہیں جو یہودیوں کو امریکا میں حاصل ہے۔ گویا تعداد میں کم ہونے کی وجہ سے اگر وہ پاکستان میں اقتدار پر براہ راست قابض نہیں ہوسکتے تو انہیں بادشاہ گر کی حیثیت لازماً حاصل ہوجائے۔

آخر میں قارئین کی خدمت یہ عرض کردینا ضروری ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتابوں میں ایسی ایسی بے ہودہ اور شرمناک باتیں تحریر کی ہیں جن کو کوئی شریف النفس انسان نہ زبان سے ادا کرسکتا ہے اور نہ ہی تحریر میں لائی جاسکتی ہیں۔ اسی لئے قادیانیوں کو پڑھنے کے لئے مرزا کی سب کتب نہیں دی جاتیں۔ انہیں چند کتابیں دی جاتی ہیں کہ وہ صرف ان کا مطالعہ کریں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتابوں میں جو تفصیل لکھی ہے کہ وہ غلام احمد قادیانی سے ”مسیح موعود“ کس طرح بنے اگر عام قادیانی وہ پڑھ لیں تو ہم نہیں سمجھتے کہ کوئی عقل وفہم سے اس قدر تہی دامن ہوگا کہ پھر بھی اس کی قادیانیت ختم نہیں ہوگی۔ شرم وحیاء اور غیرت سے عاری ان کی تحریریں ناقابل ذکر ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ شرف انسانیت پر سوال اٹھ جاتے ہیں۔ اللہ رب العزت اپنی مخلوق کو اس بدترین شر سے محفوظ رکھے۔ آمین یارب العالمین۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۲۱ر ستمبر ۲۰۱۸ء)

بقیہ…………"عاطف میاں" کی مخالفت کیوں؟

اور یہی ظفر اللہ خان تھا جس نے قائداعظم کی نمازِ جنازہ یہ کہہ کر نہیں پڑھی تھی کہ: ''مسلمانوں میں مجھے ایک کافر سمجھ لیں یا کافروں میں مجھے ایک مسلمان۔'' گویا وہ صرف اپنے آپ کو مسلمان کہہ رہا تھا اور بشمول قائداعظم ہم سب کو کافر کہہ رہا تھا۔ محترم جناب! اب ذرا اس کی وزارت خارجہ کی کارکردگی بھی ملاحظہ فرمالیں کہ: ''اپنے دورِ وزارت میں زیادہ وقت بیرون ملک گزارا، چودھری صاحب پارلیمنٹ میں آنے سے کتراتے رہے۔ وزارت خارجہ سے محب وطن افراد کو نکال کر مخصوص قادیانیوں کو وسیع پیمانے پر بھرتی کیا گیا۔ پاکستان کی خارجہ پالیسی پاکستان کے نکتہ نظر کی بجائے جماعت احمدیہ کی پالیسی کے مطابق وضع کی گئی۔ غیر ملکی ممالک میں ہمارے خارجہ دفاتر کو قادیانیت کی تبلیغ اور جاسوسی کے اڈوں میں تبدیل کیا گیا۔ اسلامی ملکوں سے روابط اور تعلقات بڑھانے کی بجائے یورپی ممالک خصوصاً امریکہ و برطانیہ سے تعلقات بڑھائے گئے۔ عرب ممالک سے رشتۂ اخوت مستحکم کرنے کے بجائے انہیں پاکستان سے بدظن کرنے اور پاکستان سے دور کرنے کی پالیسی اختیار کی گئی اور عربوں کی جاسوسی کے لئے مختلف ممالک میں قادیانی سیل قائم کئے گئے۔ اسلامی ہمسایہ برادر ملک افغانستان، مصر سے جان بوجھ کر تعلقات کشیدہ کئے گئے، جن کا خمیازہ آج تک بھگتا جارہا ہے۔ پاکستان کے جغرافیائی محل وقوع اور وطن عزیز کے دفاعی نکتہ نظر سے ہمسایہ ملک چین کی بجائے امریکہ جیسے خودغرض ملک کے ساتھ دوستی کی پینگیں بڑھائی گئیں۔ مسئلہ کشمیر حل کرنے کی بجائے دیدہ ودانستہ طور پر خراب کیا گیا اور اس مسئلے کا کوئی پائیدار حل تلاش نہ کیا گیا۔ چودھری ظفر اللہ خان پاکستان کے وزیر خارجہ کی حیثیت سے تنخواہ قومی خزانے سے وصول کرتے تھے، لیکن اندرون وبیرون ملک وہ جماعت احمدیہ کے لئے کام کرتے تھے۔

چودھری ظفر اللہ خان کے دور میں ناقص پالیسی کے باعث ہمیں سیاسی، اقتصادی اور ثقافتی طور پر ناقابل تلافی نقصان پہنچا، چونکہ احمدیہ جماعت برطانیہ کی خودکاشتہ اور امریکہ کی لے پالک تھی، اس لئے اس نے پاکستان کو یورپی ممالک کا دست نگر اور امریکہ کا اقتصادی بھکاری بنادیا۔ یہ تمام باتیں ہم یوں ہی ہوا میں تیر نہیں پھینک رہے، بلکہ اس کی تائید اس وقت کی قانون ساز اسمبلی کے اراکین کی تقاریر اٹھا کر پڑھیں تو آپ کی آنکھیں کھل جائیں گی۔ ان اراکین اسمبلی میں سے ایک رکن جناب محمد ہاشم گزدر نے کراچی کی مسلم پارٹیز کنونشن مورخہ ۲ر جون میں تقریر کرتے ہوئے کہا:

''چوہدری ظفر اللہ خان کشمیر کا مسئلہ پیش کرنے کے لئے لیک سکس گئے تھے۔ میں ان دنوں وہاں موجود تھا، وہاں لابی میں مشہور تھا کہ سر ظفر اللہ خان وہی کام کرنا چاہتے ہیں جو ہندوستان چاہتا ہے۔ میں نے اسی روز تمام احوال سے حکومت پاکستان کے منسٹر کو مطلع کردیا۔ اس کے بعد میں نے تمام ممالک کا دورہ کیا اور محسوس کیا کہ اکثر ممالک میں ہمارے خارجہ دفاتر مرزائیت کی تبلیغ کے اڈے بنے ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ: چوہدری ظفر اللہ خان کے انگریزوں اور ہندوؤں سے گہرے مراسم ہیں۔ ظفر اللہ خان قادیانی' پاکستان سے زیادہ اپنے امام مرزا بشیر الدین کے وفادار ہیں اور اپنے امام کی ہدایت کے مقابلہ میں حکومت پاکستان کے احکام کو ٹھکرادیتے ہیں۔ (تقریر کرتے ہوئے کہا) میرے کئی دوست محض دنیاوی فوائد کے لئے مجبوراً قادیانی ہوگئے۔ پاکستان میں جو شخص اکھنڈ بھارت کے نعرے لگاتا ہے، وہ پاکستان کا دشمن ہے اور ہماری بدقسمتی ہے کہ اکھنڈ بھارت ہندوستان کا عقیدہ رکھنے والے مرزائی ملک کی ستر فیصد کلیدی آسامیوں پر فائز ہیں۔ اگر خدانخواستہ کسی وقت جنگ ہوگئی تو معلوم نہیں کہ ہمارا کیا حال ہوگا اور آفیسران کی پوزیشن کیا ہوگی۔'' (ہفت روزہ ''لولاک'' فیصل آباد ص:۱۲، ج:۲۴ ش۱۱/۱۰، ۱۹جون ۱۹۸۷ء)

سوال ۴:……ظفر اللہ خان دنیا کے پہلے وزیر خارجہ تھے جنہوں نے اقوام متحدہ میں فلسطین کا ایشو اٹھایا تھا؟

جواب:……آپ نے لکھا کہ دنیا کے پہلے وزیر خارجہ تھے، جنہوں نے اقوام متحدہ میں فلسطین کا ایشو اٹھایا، اس جواب سے پہلے اتنا عرض کرنا چاہوں گا کہ: ہر قادیانی کے نزدیک حکومت، عہدہ، منصب ہو یا ملازمت سب سے مقدم اپنے خلیفہ کی بات ماننا ہے۔ اگر حکومتی امور یا فرائض منصبی میں سے کوئی کام کرنا ہے تو وہ خلیفہ کی منظوری سے مشروط ہوگا، گویا وزیر اعظم، صدر یا حکام بالا میں سے کسی نے آئینی امور یا انتظامی امور میں سے کوئی آرڈر یا حکم دیا ہے تو وہ خلیفہ کی اجازت یا رضامندی ہوگی تو وہ روبعمل ہوگا، ورنہ جیسا خلیفہ چاہے گا، وہ ہوگا۔ اس کے لئے ملاحظہ ہو: الفضل ۲۵ دسمبر ۱۹۳۲ء جس میں مرزا محمود قادیانی لکھتا ہے: ''ملکی سیاست میں خلیفۂ وقت سے بہتر اور کوئی راہنمائی نہیں کرسکتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت اس کے شامل حال ہوتی ہے۔''

اس بات کی تائید کہ ہر قادیانی کے لئے اپنے خلیفہ کا حکم ماننا سب سے مقدم ہے۔ علامہ اقبال رحمہ اللہ نے کہا:

”بدقسمتی سے کمیٹی میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنے مذہبی فرقہ کے سوا کسی دوسرے کا اتباع کرنا سرے سے گناہ سمجھتے ہیں، چنانچہ احمدی وکلاء میں ایک صاحب نے جو میرپور کے مقدمات کی پیروی کر رہے تھے، حال ہی میں اپنے ایک بیان میں واضح طور پر اس خیال کا اظہار کر دیا۔ انہوں نے صاف طور پر کہا کہ: وہ کسی کشمیر کو نہیں مانتے، جو کچھ انہوں نے یا ان کے ساتھیوں نے اس ضمن میں کیا، وہ ان کے امیر کے حکم کی تعمیل تھی۔“

(رئیس احمد جعفری، ”اقبال اور سیاست ملی“ صفحہ:۱۵۹-۱۶۰)

اور اس کی تائید اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے کہ: ”جب عرب نمائندے فلسطین کا مسئلہ یو-این-او میں پیش کرنا چاہتے تھے تو انہوں نے یو-این-او میں اپنی قرارداد کے حق میں فضا سازگار کرنے کے لئے دوست ملکوں کے نمائندوں سے ملاقاتیں کیں اور اپنی حمایت پر آمادہ کرنے کی کوشش کی۔ اس سلسلہ میں وہ چودھری ظفر اللہ خان سے بھی ملے اور ان سے تعاون کی التجا کی۔ ظفر اللہ خان نے انہیں کہا کہ: اگر ان کے امام جماعت اور مرزا بشیر الدین محمود خلیفہ ربوہ انہیں اس بات کی ہدایت کریں گے تو وہ ان کی ضرور مدد کریں گے، اس لئے آپ لوگ مجھے کچھ کہنے کے بجائے ربوہ میں ہمارے خلیفہ صاحب سے رابطہ قائم کریں۔“ بے چارے عرب نمائندوں نے کسی نہ کسی طرح مرزا محمود صاحب سے رابطہ قائم کیا اور ان سے امداد کی درخواست کی۔ مرزا صاحب نے عرب نمائندوں کو یہاں سے تار دیا کہ ہم نے چودھری ظفر اللہ خان کو ہدایت کر دی ہے کہ وہ یو-این-او میں تمہاری امداد کرے۔ اتفاق سے یہ تار خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادی کے ہاتھ آ گیا۔ انہوں نے لیاقت علی خان مرحوم سے ملاقات کی اور ان سے دریافت کیا کہ مملکت پاکستان کے سربراہ آپ ہیں یا مرزا محمود؟ اور انہیں تار اور سارا ماجرہ کہہ سنایا۔ لیاقت علی مرحوم نے قاضی صاحب مرحوم سے وہ تار اور چند دوسری چیزیں لے لیں اور ظفر اللہ خان کو وزارت خارجہ سے علیحدہ کرنے کا ارادہ کر لیا۔ کچھ عرصہ بعد لیاقت علی خان مرحوم شہید ہو گئے اور ظفر اللہ خان علیحدہ نہ کئے جا سکے۔“ (ہفت روزہ ”لولاک“ لائل پور، ۷ اپریل ۱۹۷۱ء، جلد نمبر:۱۲، شمارہ نمبر۲)

عرب ڈیلی گیشن نے امریکہ سے جماعت احمدیہ کے سربراہ کے نام جو تار ارسال کیا، وہ قادیانیوں کے آرگن رسالہ میں ان الفاظ میں شائع ہوا:

”لیک سکس ۶ نومبر عرب ڈیلی گیشن نے امریکہ سے بذریعہ تار حضرت امام جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں پاکستان کے ڈیلی گیشن چودھری ظفر اللہ خان کو مسئلہ فلسطین کے تصفیہ تک یہیں ٹھہرنے کی اجازت دی۔“ (الفضل، ۸ نومبر ۱۹۴۷ء)

عرب ڈیلی گیشن کا جو تار انجمن احمدیہ لاہور کے دفتر میں موصول ہوا، اس میں لکھا ہے: اس سے ہمیں بے حد اطمینان ہوا ہے اور ہمیں امید ہے کہ اس سے عربوں کے مطالبہ کو بے حد تقویت حاصل ہوگی۔ سر ظفر اللہ خان کے اس بھیانک کردار اور قادیانی جماعت کے اثر و نفوذ پر حکومت کو متنبہ کرتے ہوئے مرزا غلام نبی جانباز لکھتے ہیں:

”یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر چودھری سر ظفر اللہ حکومت پاکستان کی طرف سے لیک سکس گئے تھے تو پھر عرب ڈیلی گیشن کا تار حکومت پاکستان کے نام آنا چاہیے تھا نہ کہ مرزا بشیر الدین محمود کے نام۔ اس کے معنی تو یہ ہوئے کہ چودھری ظفر اللہ نے عرب ڈیلی گیشن کو یقین دلایا تھا کہ میں تو اپنے لیڈر مرزا بشیر الدین محمود کے حکم سے یہاں آیا ہوں۔ نیز اسی کے حکم سے یہاں مزید دنوں کے لئے ٹھہر سکتا ہوں۔ ورنہ عرب ڈیلی گیشن کو پاکستان گورنمنٹ سے اجازت لینی چاہیے تھی، نہ کہ قادیانی خلیفہ سے۔“ (قادیانیت کا سیاسی تجزیہ، ص:۴۷۹)

سوال:۵:......وہ پہلے ایشیائی اور واحد پاکستانی تھے جنہوں نے اقوام متحدہ میں جنرل اسمبلی کے اجلاس کی صدارت کی اور عالمی عدالت انصاف کے صدر بنے۔

جواب:......ظاہر ہے جس نے ساری زندگی انگریز کی چاکری اور ان کے لئے مسلمانوں کی مخبری کی ہو تو اس کا حق تو بنتا ہے کہ اسے نمائشی طور پر اقوام متحدہ میں جنرل اسمبلی کی صدارت اور عالمی عدالت انصاف کی صدارت ملے، جیسے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی، ملعونہ تسلیمہ نسرین، سلمان رشدی اور ملالہ یوسف زئی یہ سب وہ لوگ ہیں جنہوں نے اسلام، پیغمبر اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچایا تو انہیں اعزازات اور مناصب سے نوازا گیا۔

اسی طرح اب اسلام سے مرتد ہو کر قادیانیت قبول کرنے والے جنہیں آپ معاشیات کا ماہر، پاکستان کو بلاتنخواہ اپنی خدمات پیش کرنے والے ہیرو بنا کر پیش کر رہے ہیں، یہ بھی ”اکنامک ایڈوائزری ٹیم“ میں شامل ہوتا تو ایک طرف آئی ایم ایف کا کام آسان ہو جاتا، دوسری طرف پاکستان کو

اقتصادی طور پر مفلوج کرنے کے صلہ میں اسے بھی نوبل انعام سے نوازا جاتا، جیسا کہ وفاقی وزیر اطلاعات پیش گوئی کر رہے ہیں۔ آپ نے بھی لکھا کہ: اسے نوبل انعام مل جاتا، لیکن پاکستانی ہونا انعام دینے والوں کے سامنے آڑے آ گیا۔

محترم! عاطف میاں قادیانی مرتد کا پاکستانی ہونا ان کے سامنے آڑے نہیں آیا، بلکہ ایک کام تو اس نے کر دیا کہ اسلام سے مرتد ہو کر قادیانیت قبول کی، یہ اسلام اور مسلمانوں کا بظاہر نقصان کیا، لیکن اس نے ابھی تک اسلامی جمہوریہ پاکستان کے خلاف کام کر کے (غداری کی) کوئی کارکردگی نہیں دکھائی تھی۔ اس کے لئے اسے اس کونسل میں گھسانا تھا اور اس سے پاکستان کے خلاف کام لینا تھا۔ جب پاکستانیوں نے اسے قبول نہیں کیا تو وجدان یہ کہتا ہے کہ اب اسے نوبل انعام بھی نہیں ملے گا، کیونکہ وہ (اسلام، مسلمانوں یا ان کے ملک کے خلاف) کسی کارکردگی کے ساتھ مشروط ہے اور وہ اب رہی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب ان کا منصوبہ ناکام ہوا تو عاصم اعجاز خواجہ اور عمران رسول نے بھی استعفیٰ دیا، جو ایک پلان اور منصوبہ کے تحت یہاں بھیجے جا رہے تھے۔

سوال:۶:...... عاطف میاں کے خلاف وہ لوگ تحریک چلا رہے ہیں جو ۱۹۴۷ء تک پاکستان کے وجود کے خلاف تھے۔ کیوں آخر کیوں؟

جواب:...... عزیز من! پہلی بات تو یہ ہے کہ عاطف میاں کے خلاف تحریک کسی ایک طبقے، مسلک اور ایک گروہ نے نہیں چلائی، بلکہ چند مٹھی بھر قادیانی ٹولے کے ہمنوا سیکولر ذہن رکھنے والوں کے علاوہ پوری پاکستانی قوم نے چلائی۔ اور یقینی بات ہے کہ اس میں ہر مسلک، سوسائٹی اور تنظیم سے تعلق رکھنے والے افراد تھے، لیکن آپ نے جو دوسرا طنز مجلس احرار اسلام کے سربراہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری قدس سرہٗ اور مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ کی ذات پر کیا ہے، یہ آپ جیسے صحافی کے شایانِ شان نہیں۔ اگر صحافت اسی کا نام ہے کہ جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ کہا جائے تب تو ٹھیک ہے اور اگر صحافت اس کا نام نہیں اور یقیناً اس کا نام نہیں تو پھر سچ کو چھپایا نہ جائے، بلکہ سچ کا سچ اور جھوٹ کا جھوٹ ہونا واضح اور ظاہر کیا جائے۔ اب سنیے!

کسی کام کے کرنے اور نہ کرنے میں یا یہ کام اس طرح ہو اور اس طرح نہ ہو، اس میں آراء مختلف ہو سکتی ہیں اور رائے کا اختلاف کوئی بری چیز نہیں، لیکن جب ایک کام ہو جائے تو پھر یہ کہنا کہ یہ کام کیوں ہوا؟ یا یہ کہنا کہ ہم کوشش کریں گے کہ یہ کام ختم ہو جائے۔ دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

اس میں شک نہیں کہ بعض مسلمان راہنماؤں نے قیام پاکستان کی مخالفت کی، لیکن یہ ان کی سیاسی رائے تھی اور انہوں نے قیام پاکستان کے بعد نہ صرف پاکستان کی حقیقت کو ذہنی و قلبی طور پر تسلیم کیا، بلکہ پاکستان کے استحکام، اس کی سالمیت و بقا اور دفاع کے لئے اپنی تمام تر توانائیاں صرف کر دیں۔ مسلمان راہنماؤں نے قیام پاکستان کی مخالفت سیاسی نقطۂ نظر سے کی، جب کہ آپ کی ممدوح قادیانی جماعت نے پاکستان کے قیام کی مخالفت بانی جماعت احمدیہ کے الہامی عقیدہ پر کی۔ جیسا کہ قادیانیوں کے خلیفہ مرزا محمود نے کہا:

۱:- ''میں (خلیفہ محمود) قبل ازیں بتا چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ہندوستان کو اکٹھا رکھنا چاہتی ہے، لیکن قوموں کی منافرت کی وجہ سے عارضی طور پر الگ بھی کرنا پڑے..... یہ اور بات ہے۔ ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضامند ہوئے تو خوشی سے نہیں، بلکہ مجبوری سے اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح پھر متحد ہو جائیں۔ (الفضل: ۷/مئی ۱۹۴۷ء)

دوسرا حوالہ بھی ملاحظہ فرمائیں، مرزا بشیر الدین محمود کہتا ہے کہ:

۲:- ''بہرحال ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بنے اور ساری قومیں باہم شیر و شکر ہو کر رہیں۔'' (روزنامہ الفضل، ۱۵/اپریل ۱۹۴۷ء)

جب کہ حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری نور اللہ مرقدہٗ نے لاہور میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا: ''تم میری رائے کو خود فراموشی کا نام نہ دو، میری رائے ہار گئی اور اس کہانی کو یہیں ختم کر دو...... بہرحال قوم نے فیصلہ کر دیا اور جس دیانت داری سے ہم نے اختلاف کیا تھا، اسی دیانت داری سے ہم نے برادری کے فیصلے کو تسلیم کر لیا۔ اب یہ ملک میرا ہے، میں اس کا وفادار شہری ہوں، جنہوں نے جانا تھا جا چکے ہیں، میں یہاں ہوں اور یہیں رہوں گا۔ یہاں تو میری جنگ کا اختتام ہے اور وہاں جاؤں تو ابھی میری جنگ کا آغاز ہوگا۔'' (روزنامہ آزاد ۱۴/نومبر ۱۹۴۹ء)

پھر حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری قدس سرہٗ نے احرار رضا کاروں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''احرار رضا کارو! آج کے بعد تم احرار رضا کار نہیں رہے، جاؤ قومی رضا کاروں کی نیشنل گارڈز میں بھرتی ہو جاؤ۔ اب گلی کوچوں میں چپ و راست کا وقت نہیں رہا، فوجی ٹریننگ حاصل کر کے ملک و ملت پر جان قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ مجلس احرار اسلام کا سرمایہ تم ہو، میری ساری عمر کی کمائی تم ہو، میں تمہیں قوم کے سپرد کرتا ہوں اور خوش

ہوں کہ ہماری عمر بھر کی کمائی صحیح کام آئی...فوجی وردی میں ملبوس ہوکر رائفل پکڑو اور دین وملت کی پاسبانی کے لئے جان قربان کرنے کی تربیت حاصل کرو۔‘‘ (روزنامہ آزاد،لاہور،۲۸نومبر۱۹۴۹ء)

اور حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ سے جب ان کے ایک مرید نے خط لکھ کر پوچھا کہ:’’حضرت!ہم تو پاکستان میں ہیں اور آپ ہندوستان میں ہیں۔اب ہمارے لئے کیا حکم ہے؟‘‘ آپ نے فرمایا:’’جب تک مسجد وجود میں نہیں آتی تو اختلاف ہوتا ہے کہ یہاں بنے یا وہاں،لیکن مسجد جب ایک بار بن جائے تو پھر اس کی حفاظت ضروری ہوتی ہے۔‘‘

یہ تھا ہمارے اکابر اور بزرگوں کا اخلاص،پاکستان کو مسجد جیسا تقدس دے رہے ہیں اور پاکستان کے استحکام،سالمیت وبقا اور دفاع کے لئے اپنے رضا کاروں کو جانیں قربان کرنے کے لئے تربیت کا کہہ رہے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ آپ کے رضا کار آج تک پاکستان کے استحکام،سالمیت وبقا اور دفاع پر لگے ہوئے ہیں۔اور جنہوں نے پاکستان کو کمزور کرنے اور اکھنڈ بھارت کا خواب دیکھنے والی قادیانی جماعت کے سربراہوں اور ان کے افراد کی نیندیں حرام کی ہوئی ہیں۔وہ پاکستان کو کمزور کرنا چاہتے ہیں،لیکن یہ سربکف رضا کاران کی تمام چالوں اور حیلہ سازیوں کو وقت سے پہلے بیچ چوراہے طشت ازبام کردیتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ عاطف مرتد قادیانی کو اکنامک ایڈوائزری سے نکالنے کے بعد اس جماعت اور ان کے ہمنواؤں کی چیخیں نکل رہی ہیں۔

سوال ۷:......آپ فرماتے ہیں:ہمیں مذہب کو پرائیویٹ اسٹیٹس دینا ہوگا۔

جواب:......جناب من!بات مذہب کی نہیں نہ ہی ان قادیانیوں کے ساتھ جھگڑا صرف مذہب کا ہے،بلکہ بات یہ ہے کہ جب قادیانی امت کا مذہبی محاسبہ کیا جائے تو وہ سیاسی پناہ تلاش کرتے ہیں اور جب ان کا سیاسی محاسبہ کیا جائے تو وہ مذہبی اقلیت ہونے کا تحفظ چاہتے ہیں۔مسلمانوں کے ساتھ یہ مذاق ناروا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ قادیانی ہمیشہ یہ تأثر دیتے چلے آرہے ہیں کہ انہیں ملاقسم کے لوگ مذہب کے واسطے مارنا چاہتے ہیں،اوران کی جان،مال اور آبرو کے دشمن ہیں،اس تاثر کے عام ہونے کی وجہ صرف یہ ہے کہ پاکستان میں جو لوگ ان کا محاسبہ کررہے ہیں اوران کے خطرناک عزائم سے پردہ چاک کرتے ہیں وہ اکثر وبیشتر نہ تو یورپ اور مغربی دنیا کی زبان سے واقف ہیں اور نہ ان کے پاس ظفر اللہ،ڈاکٹر عبدالسلام،ایم ایم احمد اور عاطف میاں مرتد قادیانی جیسے شاطر،عیار اور استعمار کے ایجنٹ موجود ہیں۔

پاکستان میں مسلمانوں کی عمومی حالت یہ ہے کہ جب تک کوئی خطرہ ان کے سرپر آکر مسلط نہ ہوجائے،وہ اس کا نوٹس نہیں لیتے۔علامہ اقبال رحمہ اللہ نے علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ کو خط لکھا،جس کا ذکر شورش کشمیری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب تحریک ختم نبوت ص:۱۹۳پر کیا ہے کہ:’’میں ڈکٹیٹر بن جاؤں تو سب سے پہلے مغرب زدہ طبقے کو ہلاک کردوں۔ابھی تک اس نے نہ قادیانی مذہب کو سمجھنے کی ضرورت محسوس کی ہے اور نہ وہ قادیانیوں کی سیاسی مضرتوں سے آگاہ ہے۔وہ یہی سمجھتا ہے کہ ایک چھوٹی سی اقلیت کو مسلمانوں کے کٹ ملا تنگ کررہے ہیں۔ان مغرب زدہ اور سیکولر ذہنیت کے لوگوں سے بجا طور پر سوال کیا جاسکتا ہے کہ مسلمان ایک وحدت کا نام ہے اور یہ وحدت ختم نبوت کے تصور سے استوار ہوئی ہے۔اگر کوئی اس وحدت کو توڑتا ہے اور ختم نبوت کی مرکزیت کو ظلی وبروزی کی آڑ میں اپنی طرف منتقل کرنا چاہتا ہے تو کیا اس کا وجود خطرناک نہیں؟باغی کون،وہ یا محاسب؟کیا اپنی قومی سرحدوں کی حفاظت کرنا جرم ہے یا مذہبی جارحیت؟بعض لوگ رواداری کا سبق دیتے ہیں،لیکن وہ رواداری کے معنی نہیں جانتے۔اگر رواداری کے معنی غیرت،حمیت،عقیدے،مسلک اور اپنے شخصی یا اجتماعی وجود سے دستبردار ہونے کے ہیں تو یہ معانی کہاں ہیں؟اور کس تحریک کے داعی،پیغمبر اور نظام نے جتلائے ہیں؟قادیانیوں کے باب میں مسلمانوں کا معاملہ ذاتی نہیں،اجتماعی ہے اور اس کے عناصر اربعہ میں غیرت وحمیت،عقیدہ ومسلک شامل ہیں۔‘‘

سوال ۸:......ہمیں اس ملک میں رہنے والے تمام شہریوں کو مذہب،رنگ،نسل اور قبیلے سے بالاتر ہوکر برابری کے حقوق دینا ہوں گے۔اگر رانا بھگوان داس اور جسٹس کارنیلئس سپریم کورٹ کے چیف جسٹس بن سکتے ہیں تو پھر یہ ملک کے صدر کیوں نہیں بن سکتے؟

جواب:......الحمد للہ!اس ملک میں رہنے والے چاہے وہ اکثریت میں ہے یا اقلیت میں،سب کو آئین نے جو حقوق دیئے ہیں،وہ حقوق برابری کے ہیں اور تمام اقلیتیں وہ حقوق لے رہی ہیں،تکلیف صرف ان کو ہے جو آئین کے باغی اور اپنے آپ کو اقلیت کہلوانے کے روادار نہیں۔

رہی غیر مسلم کے صدر بننے کی بات تو اسلامی جمہوریہ پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے اور وہ نظریہ اسلام ہے،یہاں کی اکثریتی آبادی مسلمان ہے

اور ہمارے آئین میں ہے کہ خداداد مملکت کا مذہب اسلام ہوگا اور اس کا صدر اور وزیراعظم مسلمان ہوگا، تو اس میں اعتراض کی کیا بات ہے؟ اگر اس پر اعتراض ہے تو بتائیں اسرائیل کا صدر یا وزیراعظم مسلمان ہوسکتا ہے؟ اگر وہاں نہیں بن سکتا اور ان کے صدر یا وزیراعظم یہودی ہونے پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں تو یہاں کیوں اعتراض ہے؟

سوال:۹:......اگر عاطف میاں پاکستانی شہری ہیں تو یہ پھر اکنامک ایڈوائزری کونسل کے رکن کیوں نہیں بن سکتے؟

جواب:......عاطف میاں کا معاملہ اب تو کھل کر آ گیا ہے کہ آئی ایم ایف کی ۲۵ رکنی ٹیم میں ان کا نام بھی شامل ہے اور آئی ایم ایف یہودیوں کے کنٹرول میں ادارہ ہے اور وہ پاکستان کو اقتصادی طور پر دبوچنے اور مفلوج کرنے کے درپے ہیں، یہی وجہ ہے کہ مقتدر حلقوں نے حکومت کو اس عاطف میاں کے نام شامل کرنے سے پہلے باخبر کیا تھا، جیسا کہ اخبارات میں آ چکا ہے۔

سوال:۱۰:......اور پارسی اگر ملک کی تجارتی پالیسیوں کے آرکیٹکٹ ہوسکتے ہیں تو پھر یہ لوگ وزیر کیوں نہیں بن سکتے؟ یہ لوگ ملک کی خدمت کیوں نہیں کرسکتے؟

جواب:......پارسیوں کو وزیر بننے سے کسی نے کبھی منع نہیں کیا، اگر وہ اپنے کوٹے میں وزیر بن سکتے ہیں اور آئین میں اس کی گنجائش ہے تو ضرور بنیں، کس نے ان کو منع کیا ہے۔ اتنی بات ضرور کہنا چاہیں گے کہ بات اگر قادیانیوں کے آئین کے دائرہ میں رہنے کی کی جاتی ہے تو وہ واویلا کرتے ہیں اور ان اقلیتوں کے پیچھے چھپنے کی کوشش کرتے ہیں اور اگر بات مذہبی اعتبار سے کی جائے کہ تم ایک نئے نبی کی امت ہو تو مسلمانوں سے الگ رہو تو وہ مسلمانوں میں نہ صرف یہ کہ گھستے ہیں، بلکہ کہتے ہیں کہ اصلی مسلمان ہم ہیں اور تم کافر ہو۔

سوال:۱۱:......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر عبداللہ بن ابی منافق اعظم ڈکلیئر ہونے کے باوجود ریاست مدینہ سے بے دخل نہیں کیا تھا تو پھر ہم اس ملک میں غیر مسلموں کو کام سے روکنے والے کون ہوتے ہیں؟ ہمیں اپنے دل، سوچ اور ظرف تینوں بڑے کرنا ہوں گے، ورنہ آج ہم جب اسلام کے نام پر ان لوگوں کو نکال رہے ہیں تو کل کوئی ہم سے بڑا مسلمان ہمیں بھی اس ملک سے نکال دے گا۔

جواب:......یہ بات ٹھیک ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی منافق کو مدینہ کی ریاست سے بے دخل نہیں کیا تھا، لیکن ان کو ریاست کے کسی اہم منصب پر فائز بھی نہیں کیا تھا اور جب وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل آ گئے اور مدینہ کی ریاست کو چیلنج کرنے کے لئے مسجد ضرار تعمیر کرلی تو آپ نے اس کو جلانے کا حکم دیا۔ الحمدللہ! پاکستانی مسلمانوں نے کسی غیر مسلم کو کام سے نہیں روکا۔ تمام اقلیتیں خوش ہیں۔ اگر عاطف میاں مرتد اور قادیانی کو منع کیا ہے تو وہ اس لئے کہ بارہا کے تجربوں سے یہ بات ثابت ہوئی کہ یہ طبقہ پاکستان، اور پاکستانی قوم کے لئے مشکلات کھڑی کرتا ہے۔ مغربی دنیا کے لئے جاسوسی کا کام کرتا ہے، اس لئے حکومت، ریاست اور مملکت کے ذمہ داران حضرات ان سے اجتناب کریں اور ہوشیار رہیں۔ اگر مذہبی جماعتوں اور پاکستانی قوم نے جب ملک کی سالمیت، استحکام، اور حفاظتی نقطہ نظر سے یہ بات کی ہے تو یہ جرم انہیں قبول ہے اور اس کی جو سزا ہے، وہ بھگتنے کے لئے تیار ہیں۔

سوال:۱۲:......اختلاف دلیل کی بنیاد پر ہونا چاہیے، ناں کہ تعصب، بغض اور عناد کے زیر اثر۔

جواب:......جناب محمد بلال غوری صاحب سے یہ کہنا چاہیں گے کہ الحمدللہ! قادیانیوں سے ہمارا اختلاف دلیل کی بنیاد پر ہی ہے، کسی تعصب، عناد یا بغض کی بناء پر نہیں۔ اور اگر عاطف میاں مرتد قادیانی سے اختلاف کیا ہے تو یہ بھی دلیل کی بنیاد پر ہے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں، جو آدمی کلمہ اسلام اور مسلمانوں کو چھوڑ کر قادیانیت قبول کرسکتا ہے، تو کیا وہ اپنے یا اپنی جماعت اور جن کے یہ ایجنٹ ہیں، ان کی خوشنودی کے لئے آپ کے ملک کو داؤ پر نہیں لگا سکتا؟ جب کہ اس کے خیالات یہ ہوں، وہ کہتا ہے:

۱:- پاکستان کی ترقی کے لئے یہ ضروری ہے کہ پاکستان کا جوہری صلاحیت کا حامل ہونا ایک جوہری تعیش ہے۔ ۲:- پاکستان کی فوج میں تخفیف اور فوجی اخراجات میں کمی کی جائے۔ ۳:- پاکستان کشمیر کو ہمیشہ کے لئے بھول جائے۔

اگر عاطف میاں کی یہ باتیں تسلیم کرلی جائیں تو پھر پاکستان کا اللہ ہی حافظ۔ کیا یہ باتیں کسی محب وطن کی ہوسکتی ہیں؟ اور اگر ایسے لوگوں کو حکومت

میں گھسنے کا موقع دے دیا جائے تو کیا وہ اپنے ایجنڈے پر عمل نہیں کریں گے؟

سوال :۱۳......آپ نے پارلیمنٹ کے ذریعے قانون سازی کر کے انہیں غیر مسلم قرار دے دیا تو کیا اب انہیں اقلیت کے طور پر پاکستان میں جینے کا بھی کوئی حق نہیں؟ اس دلیل کے جواب میں یہ تاویل پیش کی جاتی ہے کہ ان کا معاملہ ہندوؤں، عیسائیوں، سکھوں اور دیگر کافروں سے مختلف ہے۔ یہ پارلیمنٹ کے اس فیصلے کو نہیں مانتے، جس کی رو سے انہیں غیر مسلم قرار دیا گیا، یہ ریاست کے باغی ہیں، لہٰذا کسی رعایت کے مستحق نہیں۔

جواب:......محترم! قادیانیوں کو پاکستان میں جینے اور رہنے سے کسی نے منع نہیں کیا، کیا آپ نہیں جانتے کہ چناب نگر جہاں قادیانیوں نے ریاست کے اندر ایک ریاست بنائی ہوئی ہے، وہ پاکستان میں ہی ہے۔ اس کے علاوہ بھی کئی اور شہروں میں جاسوسی کے لئے اپنے خفیہ ٹھکانے بنا کر جاگزیں ہیں پورے ملک میں۔

ہاں! جیسا کہ آپ نے خود لکھا کہ: ''یہ لوگ آئین کو نہیں مانتے، اپنے آپ کو غیر مسلم اقلیت نہیں مانتے۔'' ہم یہ کہتے ہیں کہ جناب! جب یہ آئین کو نہیں مانتے تو اس ملک کے کسی کلیدی عہدے کے بھی مجاز نہیں۔ باقی آپ نے آئین سے غداری کو عدالتوں کے فیصلوں کے اختلاف پر منطبق کیا، یہ تطبیق درست نہیں، اس لئے کہ عدالتی فیصلے پر جائز تنقید کی قانون اجازت دیتا ہے۔ ہاں! کوئی عدالت کی توہین کرے تو اس پر توہین عدالت کا کیس ہوگا، لیکن اگر کوئی شخص آئین پاکستان کو نہیں مانتا تو وہ باغی ہے اور اس پر بغاوت کا کیس ہوگا۔ فیصلے سے اختلاف کو ہر عدالت، معاشرہ اور ملک تسلیم کرتا ہے۔ لیکن بغاوت اور قانون شکنی کو کوئی عدالت، ملک یا معاشرہ قبول نہیں کرتا۔ باقی آپ کا یہ فرق کرنا کہ جو ریاست کے خلاف جب تک ہتھیار نہ اٹھائے، وہ قابل برداشت ہے، یہ آپ کی منطق ہے۔ کوئی عدالت، ملک یا قانون اس کو قبول نہیں کرتا۔ آیئے! ہم آپ کو یہ بھی بتادیں کہ پاکستان کے آئین کے بارہ میں قادیانیوں کے کیا خیالات ہیں؟ اس کے لئے قادیانیوں کے چوتھے سربراہ مرزا طاہر احمد کا یہ ایک کلپ سن لیں، کلپ بھی جو یوٹیوب پر موجود ہے، وہ کہتا ہے:

''اگر یہ آئین جس کا میں ذکر کر رہا ہوں، یہ اسی طرح رہنے دیا گیا اور کوئی اور تبدیلی کا دور ایسا نہ آیا کہ اس آئین کو اٹھا کر ایک طرف پھینک دے تو یہ آئین ملک کو برباد کرے گا اور اگر یہ آئین توڑا گیا تو بہتر ہے، ورنہ یہ آئین ملک کو توڑ دے گا۔ اس لئے آخری خیر سگالی اور بھلائی ملک کی ہے، یہ بات ایسی ہے کہ جس میں کوئی شک نہیں۔ یہ آئین رہے گا، ورنہ اس آئین کو ملک توڑنے کی کھلی چھوٹ دے دی جائے گی۔ یہ کیسے اور کب ہوگا؟ اللہ بہتر جانتا ہے۔ میرا یہ اندازہ تھا کہ شاید ابھی ارباب حل وعقد کو اتنی ہوش آ چکی ہو کہ وہ دیکھ لیں کہ یہ ملک کے کسی کام نہیں آ سکتا۔ یہ ردی کا پرزہ ہے جسے پھاڑ کر پھینک دینا چاہیے۔ اور اس آئین کے ساتھ ظلم کا پھاڑا جانا بھی ضروری تھا، جو جماعت احمدیہ سے وابستہ ہے، اس آئین میں جتنی دفعہ بھی تبدیلی کی کوشش ہوئی ہے، ہر تبدیلی کے وقت انصاف کے تقاضے کو بھلا دیا گیا۔ بنیادی طور پر یہ نہ وہ آئین ہے جس کو قائداعظم چاہتے تھے اور نہ وہ آئین ہے جو انصاف اور تقویٰ کا تقاضا چاہتا ہے اور خصوصاً اس آئین میں بار بار جماعت احمدیہ کے حقوق کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ یہ وجہ ہے جو میں یقین سے کہتا ہوں، اگر جماعتی حقوق کو اسی طرح نظر انداز کرتا رہا یہ قانون اور اس میں مناسب تبدیلیاں نہ لائی گئیں تو پھر یہ قانون خود اس ملک کو چاٹ جائے گا، جس ملک میں ہمارے حقوق چاٹے ہوں۔ اس میں کسی انسانی کوشش کا کوئی دخل نہیں، کوئی دور کا بھی تعلق نہیں۔ اس ملک کے قانون بنانے والوں کا خود اب آئندہ اس میں امتحان ہے کہ وہ کوئی ناجائز غیر منصفانہ قانون کو ملک میں ٹھونسے رکھیں گے یا اسے تبدیل کریں گے۔''

جناب من! یہ ہیں قادیانیوں کے سربراہ مرزا طاہر کے وہ غلیظ عزائم جن کو پورا کرنا ان کی جماعت کا ہر فرد اپنے لئے مذہبی فریضہ سمجھتا ہے اور اسی تگ ودو میں لگا ہوا ہے۔ کیا اب بھی آپ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ قادیانی ملک کے خیر خواہ ہیں؟ اور کسی منصب پر آنے سے وہ اپنے خلیفہ کے مذموم اور ناپاک عزائم کو پورا کرنے کے لئے ملک کے خلاف سازشیں نہیں کریں گے؟

بہرحال اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں سمجھنے کی توفیق دے اور اللہ تبارک وتعالیٰ ہمارے ملک کی حفاظت کرے، اس کو مزید استحکام بخشے، اس کی اقتصادی حالت کو درست فرمادے۔ اور ہمارے حکمرانوں کو ہمیشہ ان آستین کے سانپوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

ختم نبوت کانفرنس چناب نگر

تاریخی پس منظر

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مرزا غلام احمد قادیانی نے ۱۸۸۹ء میں قادیانی جماعت کی بنیاد رکھی اور قادیان کو مکہ و مدینہ کا درجہ دیا۔ علماء امت نے مرزا قادیانی کو اس کے غلط عقائد کی وجہ سے للکارا۔ اس کے کفر پر علماء لدھیانہ، پیر مہر علی شاہ گولڑوی ؒ، مولانا غلام دستگیر قصوری ؒ، مولانا ثناء اللہ امرتسری ؒ، مولانا محمد حسین بٹالوی ؒ، مولانا سید محمد علی مونگیری ؒ، مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی ؒ، امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیری ؒ، مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری ؒ، مولانا مفتی محمد شفیع ؒ، مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری ؒ، پیر سید جماعت علی شاہ ؒ، مولانا محمد ادریس کاندھلوی ؒ نے اپنے اپنے دور میں قادیانیت کو للکارا اور ان کا علمی احتساب کیا۔ مجلس احرار اسلام نے سب سے پہلے قادیانیت کا سیاسی محاسبہ شروع کیا۔ علماء کرام انفرادی طور پر قادیان میں جا کر جلسہ و کانفرنس منعقد کرتے تو لٹھ بردار قادیانی مار مار کر انہیں ادھ موا کر دیتے۔

امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیری ؒ کے حکم پر امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری ؒ اور رئیس الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی ؒ کی قیادت میں ’’آل انڈیا مجلس احرار اسلام‘‘ نے قادیان میں آفس قائم کیا۔ مولانا محمد حیات ؒ فاتح قادیان اور مولانا عنایت اللہ چشتی ؒ مبلغ مقرر کئے گئے۔ میاں قمر الدین اچھرہ، ضیغم احرار شیخ حسام الدین کی نگرانی میں عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت اور قادیانیت کے تعاقب کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ ۱۹۳۴ء میں قادیان میں عظیم الشان کانفرنس منعقد ہوئی۔ آخری نشست میں حضرت امیر شریعت ؒ نے پانچ گھنٹے خطاب فرما کر قادیانیت کے پرخچے اڑا دیئے۔ جس سے قادیانیت سٹ پٹا اٹھی اور یہ سلسلہ قیام پاکستان تک جاری رہا۔ قیام پاکستان کے وقت پنجاب کے آخری گورنر ’’سر فرانسس موڈی‘‘ نے چنیوٹ کے علاقہ چک ڈھگیاں میں ۱۱۳۴۰ ایکڑ قادیانیوں کو دو پیسہ مرلہ کے حساب سے زمین الاٹ کی۔ قادیانیوں نے اپنا علیحدہ شہر بسایا۔ جہاں نظارت کے نام پر وزارتیں قائم کیں۔ سامراج نوازی کی وجہ سے برطانیہ، امریکہ، اسرائیل، انڈیا اور دوسرے سامراجی ممالک نے ان کو فنڈز دیئے اور قادیانیوں نے دسمبر کے آخری دنوں میں سالانہ جلسہ شروع کیا۔ جس میں ملک بھر میں کلیدی آسامیوں پر فائز قادیانی افسران اپنے ماتحت مسلمان ملازمین کو گھیر گھار کر لے جاتے تو مجلس نے ۱۹۴۸ء میں ربوہ کے قریب چنیوٹ کے لائبریری پارک میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس شروع کی اور یہ سلسلہ ۱۹۸۲ء تک جاری رہا۔

قادیانیوں کے سالانہ جلسہ میں شریک ہونے والے مسلمانوں کے لئے یہ کانفرنس ایمان کی پناہ گاہ ثابت ہوئی۔ مجلس کے عمائدین نے بھرپور کوشش کی کہ کسی طرح چناب نگر میں کوئی قطعہ اراضی قیمتاً مل جائے۔ جہاں عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت اور مسلمانوں کے ایمانوں کا تحفظ کیا جاسکے۔ تمام تر کوشش کے باوجود ربوہ میں داخلہ نہ ہوسکا۔ تا آنکہ ۱۹۷۴ء میں پاکستان نیشنل اسمبلی نے ایک متفقہ آئینی ترمیم کے ذریعہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ پھر ۱۹۸۴ء میں ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا گیا۔

۱۹۷۵ء میں ’’لوانکم سکیم‘‘ کے تحت مسلم کالونی منظور ہوئی۔ جس میں ۹ کنال پر مشتمل مسجد کا پلاٹ بھی مختص کیا گیا اور محکمہ ہاؤسنگ نے کچھ شرائط عائد کیں جو ادارہ ان شرائط پر پورا اترے گا انہیں یہ پلاٹ الاٹ کیا جائے گا۔ الحمدللہ! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے محکمہ کی شرائط کو پورا کیا اور یہ پلاٹ مجلس کو الاٹ کیا گیا۔ جہاں مجلس نے عظیم الشان جامع مسجد، دفاتر اور مدرسہ قائم کیا۔ ۱۹۸۳ء سے ختم نبوت

کانفرنس کا آغاز ربوہ میں کیا۔ پہلی کانفرنس میں مسلمانوں کا دینی جوش وجذبہ قابل دید تھا۔ الحمدللہ! ۱۹۸۲ء سے اب تک یہ سلسلہ بلاانقطاع جاری چلا آرہا ہے۔ امسال ۲۵، ۲۶/اکتوبر کو منعقد ہونے والی یہ چھتیسویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں منعقد ہورہی ہے۔ ایک عرصہ تک کانفرنس کی صدارت و امارت کا فریضہ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ سرانجام دیتے رہے اور شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ، پیر طریقت حضرت سید نفیس الحسینیؒ کی معاونت اور قیادت باسعادت میں یہ سلسلہ جاری رہا۔

حضرت مولانا خان محمدؒ کی وفات کے بعد اس عظیم تحریک کی قیادت باسعادت حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کے ہاتھوں میں آئی۔ حضرت والا نے اپنی قیادت باسعادت سے تحریک کی شہرت کو چارچاند لگادیئے۔ حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کے بعد استاذ المحدثین حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ، حضرت پیر حافظ ناصر الدین خاکوانی، حضرت صاحبزادہ عزیز احمد، مولانا عزیز الرحمن جالندھری کی قیادت باسعادت میں یہ سلسلہ رواں دواں ہے اور جب تک ایک قادیانی بھی روئے زمین میں موجود ہے ہماری پرامن تحریک جاری رہے گی۔

☆☆......☆☆

چوہدری فضل حسینؒ کی رحلت

......مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

چوہدری فضل حسین قدیم جماعتی ساتھی تھے، جو قصور میں اہل حق کی تمام جماعتوں کی سرپرستی فرماتے رہے۔ قصور قدیم جماعتی رفقاء میں جناب حاجی محمد شفیع مغل، چوہدری فضل حسین تھے، جنہوں نے نصف صدی سے زائد قصور میں اہل حق کی میزبانی اور دین حق کی نشر واشاعت، عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت اور ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ ان دونوں حضرات نے حضرت مولانا سیّد محمد طیب ہمدانی کی سرپرستی اور مشاورت میں کسی بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔ مولانا سیّد محمد طیب ہمدانی دارالعلوم دیوبند کے فاضل، خاندان ہمدانی سادات کے چشم وچراغ تھے۔ اپنی جوانی کے دور میں قصور میں اہل حق کا محور ومرکز رہے۔ کوٹ مرادخان کی جامع مسجد میں نصف صدی سے زائد دین حق کی ترجمانی کا فریضہ سرانجام دیا۔ حاجی محمد شفیع مغل (اللہ پاک انہیں صحت وعافیت سے سرفراز فرمائیں) اور چوہدری فضل حسینؒ آپ کے دست وبازو ہوتے تھے۔ مولانا سیّد محمد طیب ہمدانیؒ نے تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں نہ صرف حصہ لیا بلکہ گرفتار ہوکر سنت یوسفی پر عمل کیا۔ بعدازاں ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی تحریکوں میں اہل قصور کی قیادت کا فریضہ سرانجام دیا۔ نیز ۱۹۷۷ء کی تحریک نظامِ مصطفیٰ میں بھرپور حصہ لیا۔ چوہدری فضل حسین اور حاجی محمد شفیع مغل موخرالذکر تینوں تحریکوں میں شاہ جی کے شانہ بشانہ رہے۔

راقم الحروف ۱۹۹۰ء سے لاہور آیا اس وقت قصور میں کوئی مبلغ نہیں تھا اور اپنا بھی آتش جوان تھا۔ قصور میں بارہا جماعتی کاموں میں آنا جانا ہوا تو تینوں حضرات کے علاوہ قاری حبیب اللہؒ، قاری سیّد محمد یحییٰ ہمدانی، حاجی اللہ دتہ مجاہد، حافظ محمد حنیف ایڈووکیٹ بعدازاں مولانا قاری مشتاق احمد رحیمی مدظلہ، میاں محمد معصوم انصاری سرگرم جماعتی کارکن رہے ہیں۔ جنہوں نے قصور میں قادیانیوں کوناکوں چنے چبوائے۔ حاجی اللہ دتہ مجاہد جوانی کے دور میں انتہائی جماعتی ذمہ دار رہے ہیں۔ چوہدری فضل حسین مجلس کے امیر، حاجی اللہ دتہ مجاہد سیکرٹری ہوتے تھے۔ چوہدری صاحب اپنی کاروباری مصروفیات کی وجہ سے زیادہ وقت نہیں دے سکتے تھے تو اللہ دتہ مجاہد اپنے ختم نبوت کے ۲۳ پوائنٹ کی کاپی ساتھ رکھتے اور دن رات بلکہ سراپا تحریک ختم نبوت رہے، جوانی کا عالم، کاروباری مصروفیات نہ ہونے کے برابر، اہلیہ محترمہ کے انتقال کے بعد ان کی مصروفیات صرف اور صرف ختم نبوت کا تحفظ رہا۔ تذکرہ چوہدری فضل حسینؒ کا ہورہا تھا۔ ۱۲/ستمبر کو لاہور میں کسی ساتھی کی زبانی چوہدری صاحب کی وفات کی خبر سنی۔ موصوف ۳/اگست ۲۰۱۸ء کو اس دارفانی سے کوچ کرگئے۔ آپ کی وصیت کے مطابق نماز جنازہ حافظ محمد آصف شیخ خطیب جامع مسجد ریلوے اسٹیشن قصور نے پڑھائی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں اور ان کی حسنات کو قبول فرماکر سیئات سے درگزر فرمائیں۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

تبلیغی اسفار

ویسے تو عرصہ دراز سے مسلسل تبلیغی اسفار کا سلسلہ جاری ہے، لیکن ماہ ستمبر کا پہلا عشرہ خصوصیت کے ساتھ عشرہ ختم نبوت کے طور پر منایا جاتا ہے۔ ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کے عظیم الشان، تاریخ ساز فیصلہ جس میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا کی یاد میں سیمینار، کنونشن، کانفرنسیں اور اجتماعات منعقد ہوتے ہیں۔ جن کی کچھ تفصیلات گزشتہ شماروں میں آچکی ہے، کچھ سرگرمیاں پیش خدمت ہیں۔

پیپلاں میں ختم نبوت کانفرنس: ۹؍ستمبر کو پیپلاں میں ختم نبوت کانفرنس کے سلسلہ میں آنا ہوا تو ظہر کی نماز سے لے کر عصر تک خانقاہ شریف میں رہے اور ایسے ہی رات بھی خانقاہ سراجیہ میں گزاری۔ اگلے دن ۱۰؍ستمبر صبح دس سے گیارہ بجے تک جامعہ سعدیہ میں طلبا کرام سے خطاب ہوا۔

مولانا طوفانی کی خدمت میں: مولانا محمد اکرم طوفانی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا کے بزرگ راہنما ہیں، پچھلے دنوں ان کی اکلوتی بیٹی انتقال کرگئی۔ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ، مولانا فقیر اللہ اختر سیالکوٹ، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا حافظ محمد انس، شیخ الحدیث حضرت مولانا غلام رسول دین پوری مدظلہ سمیت بہت سے احباب نے اٹک مولانا کے گھر جاکر تعزیت کی۔ ۱۰؍ستمبر کو راقم مولانا محمد نعیم سلمہ کی معیت میں حاضر ہوا اور مولانا طوفانی سے تعزیت کی اور مرحومہ کی مغفرت کی دعا کی۔ چک نمبر ۸۷ مرکز اہلسنت مولانا محمد الیاس گھمن مدظلہ کے مرکز میں حاضری دی، لیکن شومئی قسمت کہ مولانا سے ملاقات نہ ہوسکی۔ مرکز کے اساتذہ کرام اور طلبا نے راقم کا خیر مقدم کیا اور کچھ دیر مرکز میں گزار کر عازم لاہور ہوئے۔ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی زید مجدہ کا فون آیا کہ قریب ہوں تو تھوڑی دیر کے لئے لاہور تشریف لے آئیں، تاکہ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کے دعوت ناموں سے متعلق مشاورت ہوجائے تو راقم لاہور دفتر میں حاضر ہوا۔ مولانا ثانی سے کانفرنس کے دعوت ناموں کے متعلق مشاورت ہوئی اور جن رہنماؤں کو دعوت نامہ نہیں بھیجا گیا، انہیں ڈاک اور مبلغین کے ذریعہ بھجوادیا گیا، ایک دن لاہور رہ کر اگلے اسفار پر روانگی ہوئی۔

جامعہ رحیمیہ ترتیل القرآن قصور: ہمارے قصور جماعت کے امیر جناب قاری مشتاق احمد رحیمی مدظلہ جامعہ رحیمیہ ترتیل القرآن کے موجودہ مہتمم ہیں۔

جامعہ کی بنیاد ۱۳۹۸ھ مطابق ۱۹۷۸ء میں قاری محمد عالمگیری رحیمیؒ نے رکھی۔ موصوف ایک عرصہ اس ادارہ کے مہتمم واستاذ رہے۔ بعدازاں موصوف لاہور چلے گئے اور گلبرگ لبرٹی مارکیٹ میں جامعہ حنیفہ میں استاذ رہے بعدازاں مکہ کالونی گلبرگ میں اپنا ادارہ قائم کرلیا۔

۱۹۹۳ء جولائی میں قاری مشتاق احمد رحیمی مدظلہ نے اس کا انتظام سنبھالا۔ قاری مشتاق احمد رحیمی امام القرأ حضرت قاری رحیم بخش پانی پتیؒ جامعہ خیر المدارس ملتان والوں کے شاگرد رشید ہیں ۱۹۷۷ء، ۱۹۷۸ء، ۱۹۷۹ء تین سال حضرت قاری صاحبؒ کے ہاں زیر تعلیم رہے۔ بعدازاں مدینہ طیبہ چلے گئے۔ جہاں قاری محمد عبداللہ قصبہ مڑل ملتان والوں سے شاطبیہ، طیبہ، درۃ المنثر پڑھیں اور سند قرأت حاصل کی۔ اب قاری صاحب کے جامعہ میں بنین و بنات کے شعبے کام کررہے ہیں، جس میں ۳۵۰ طلباء وطالبات زیر تعلیم ہیں۔ اللہ تعالیٰ دن دگنی رات چوگنی ترقی سے سرفراز فرمائیں۔ صبح نو بجے سے تین بجے تک جامعہ میں رہے۔

حاجی محمد شفیع مغل: ہمارے قدیمی جماعتی مہربان ہیں۔ مدینہ آئس فیکٹری کے نام سے برف کا کارخانہ چلاتے آرہے ہیں، اپنے کارخانہ سے ملحق خوبصورت مسجد بنائی، جس کا نظم ان کے پاس ہے۔ آپ کے فرزند اکبر حاجی بشیر احمد مغل مجلس قصور کے ناظم نشر واشاعت ہیں۔ دونوں باپ بیٹا متحرک ساتھی ہیں۔ حاجی محمد شفیع مغل ہمارے حضرت قاضی صاحبؒ، حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ، حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ سمیت کئی علماء کرام کے میزبان رہے ہیں۔ شوگر جیسی موذی بیماری کی وجہ سے آپ کی ٹانگ کا کچھ حصہ کٹ چکا ہے بایں ہمہ اللہ پاک کی قضاء پر راضی ہیں۔ چارپائی پر بیٹھے بیٹھے اور لیٹے لیٹے نماز کی ادائیگی میں پابندی فرماتے ہیں۔ آپ کی عیادت کی اور دعائیں لیں اور ان کی اولاد کی صحت وسلامتی کی دعائیں کیں اور آپ سے دعائیں لیں۔ اللہ پاک انہیں مکمل صحت وتندرستی سے سرفراز فرمائیں۔

حجرہ شاہ مقیم میں کانفرنس: حجرہ کی جامع مسجد رابعہ بصریہ میں ۱۳؍ستمبر عشاء کی نماز کے بعد ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ تلاوت مولانا قاری حق نواز نے کی۔ نعت کی سعادت مولانا عبدالقیوم نے حاصل کی۔ بعدازاں مولانا عبدالرزاق مجاہد اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔ تقریباً تین سو سال پہلے کوئی بزرگ شاہ مقیم گزرے ہیں، ان کے نام پر شہر آباد ہوا۔ رات کا قیام مدنی مسجد میں رہا۔ ۱۴؍ستمبر بعد نماز صبح مدنی مسجد میں درس قرآن مجید ہوا۔

خطبہ جمعۃ المبارک: ۱۴؍ستمبر جمعۃ المبارک کا خطبہ جامع مسجد رحمانیہ الٰہ آباد میں دیا۔ جامعہ رحمانیہ کے مہتمم ہمارے استاذ و مرشد زادہ حضرت عبدالحیٔ بہلوی نقشبندیؒ کے خلیفہ مجاز مولانا عبدالعزیز مدظلہ ہیں جو بہادر عالم دین ہیں۔ میواتی برادری سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے مدرسہ میں بنین و بنات کے دونوں شعبے چل رہے ہیں۔ بنین و بنات میں تو دورۂ حدیث شریف تک تمام اسباق ہوتے ہیں، اس جامعہ کے بانی مولانا عبدالرحمن میواتیؒ تھے۔ مدرسہ کا آغاز ۱۹۷۹ء میں ہوا، بانی جامعہ نے ۱۹۹۶ء تک جامعہ کا نظم و نسق سنبھالے رکھا۔ آپ کی وفات کے بعد مولانا مفتی عبدالعزیز نے اہتمام سنبھالا، اس وقت ادارہ میں ۴۵۰ طلبا و طالبات، ۱۲ اساتذہ کرام کی نگرانی میں تعلیم و تربیت کے مراحل طے کر رہے ہیں۔ جامعہ مجلس کا بھی قدیمی مرکز ہے۔

جامعہ تعلیم القرآن کھڈیاں: مدرسہ ہذا کھڈیاں قصور کا پرانا مرکز ہے۔ جس کا آغاز مولانا محمد صادقؒ نے ۱۹۶۲ء میں کیا۔ ۱۹۷۰ء میں تعمیر جدید شروع ہوئی۔ الحمدللہ! مدرسہ کی دیدہ زیب اور خوبصورت عمارت ہے۔ مدرسہ کی عمارت کے درمیان شاندار مسجد ہے، بنین کا شعبہ تو یوم تاسیس سے شروع ہوگیا تھا۔

بنات کا شعبہ ۱۹۹۸ء میں جامعہ فاطمۃ الزہراؓ کے نام سے شروع ہوا، بنین و بنات دونوں میں دورۂ حدیث شریف تک اسباق ہوتے ہیں۔

بانی جامعہ ۱۹۵۳ء کی تحریک میں گرفتار ہوکر چھ ماہ تک جیل میں پابند سلاسل رہے۔ اس وقت مدرسہ کا اہتمام و انصرام قاری محمد طاہر سنبھالے ہوئے ہیں۔ مدرسہ کا دفتر جدید سہولیات سے مرصع ہے۔ رات کا آرام و قیام مدرسہ تعلیم القرآن کی مسجد میں رہا۔

شیخ عماد میں ختم نبوت کانفرنس: شیخ عماد قصور شہر سے چند کلومیٹر کے فاصلہ پر دیپالپور قصور روڈ پر واقع ہے۔ مولانا حبیب اللہ جامع مسجد زکریا کے نام سے خوبصورت مسجد اور لائبریری کا نظم سنبھالے ہوئے ہیں۔ انہوں نے ۱۴؍ستمبر عشاء کی نماز کے بعد ختم نبوت کانفرنس کا اہتمام کیا۔ ملک کے نامور نعت خواں مولانا محمد قاسم گجر نے اپنی خوبصورت آواز کا جادو جگایا۔ بعدازاں راقم کا ''عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور قادیانیوں کے شکوک و شبہات اور ان کے جوابات'' پر تقریباً ایک گھنٹہ بیان ہوا۔ جناب قاری محمد طاہر کھڈیاں مہمان خصوصی تھے۔

مکی مسجد وہوا میں خطبہ جمعہ: وہوا تونسہ شریف کا معروف قصبہ ہے۔ جہاں بڑے بڑے علماء کرام زیر تعلیم رہے۔ ان علماء کرام میں معروف خطیب، خطیب العصر حضرت مولانا سیّد عبدالمجید ندیمؒ بھی ہیں۔

مکی مسجد کی بنیاد ایک مجذوب صفت بزرگ میاں سلطان احمد درکھان نے رکھی۔ موصوف کے فرزندان گرامی ہیں: قاری حق نواز، قاری رب نواز، مؤخرالذکر دونوں حضرات امام القراً حضرت قاری رحیم بخش پانی پتیؒ کے تلمیذ رشید ہیں۔ میاں سلطان احمد اپنے ان دونوں بیٹوں کو لے کر حضرت قاری صاحبؒ کی خدمت میں اس وقت گئے، جب داخلے مکمل ہوکر کلاسیں شروع ہوچکی تھیں۔ بلا دھڑک کلاس روم میں تشریف لے گئے اور حضرت قاری صاحبؒ سے درخواست کی کہ میرے ان بیٹوں کو کلاس میں داخلہ دے دیں۔ حضرت قاری صاحبؒ نے فرمایا: داخلے مکمل ہوچکے ہیں، اب گنجائش نہیں تو میاں سلطان احمد نے کہا کہ میں انہیں آپ کے سپرد کرکے جا رہا ہوں تو اللہ پاک کو آپ جوابدہ ہوں گے، میں نہیں تو حضرت قاری صاحبؒ نے بٹھالیا، مکی مسجد میں مولانا عبدالمجید جھکڑ بھی ایک عرصہ تک رہے۔ موصوف فنافی الجمعیۃ تھے۔ موصوف کی برکت سے جمعیت کی قیادت مولانا مفتی محمودؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا فضل الرحمن مدظلہ سمیت تمام بزرگ تشریف لاتے رہے۔ مکی مسجد اہل حق کی مرکز رہی ہے۔ راقم کو ۱۰؍محرم الحرام ۱۴۴۰ھ کے جمعۃ المبارک کا خطبہ دینے کی سعادت نصیب ہوئی۔ جمعہ کے خطبہ کا اہتمام مجلس وہوا کے امیر مولانا عبدالغفور سبحانی نے کیا، موصوف وہوا میں مدرسہ کنزالعلوم کا نظم سنبھالے ہوئے ہیں، جس میں بنات میں عالیہ تک تعلیم ہوتی ہے۔ ہر سال دسیوں بچیاں قرآن و سنت کے علوم کے زیور سے آراستہ و پیراستہ ہورہی ہیں۔ پروگرام کی نگرانی قاری سعداللہ، مولانا عبدالعزیز لاشاری، مولانا محمد اقبال میلسوی، قاری غلام سرور قیصرانی نے کی۔

- مولانا غلام فرید قیصرانی مدظلہ کی خدمت میں: موصوف ہمارے بزرگوں میں سے ہیں، عمر ۸۰ سال سے زائد ہوگی۔ ٹبی قیصرانی تونسہ شریف

میں معراج العلوم کے نام سے جامعہ چلا رہے ہیں۔ صاحب فراش ہونے کے باوجود متحرک و فعال ہیں۔ حضرت موصوف کی خدمت میں حاضری دے کر دعائیں حاصل کیں۔

الجامسجد ستانواں میں درس: مولانا عبدالحمید ستانواں کے باہمت نوجوان عالم دین ہیں، انہیں راقم کا معلوم ہوا کہ رات کا قیام جناب ڈاکٹر عبدالشکور ستانواں کے ہاں ہوگا تو انہوں نے الجامسجد میں مغرب کی نماز کے بعد درس کا اہتمام فرمایا، جس میں ستانواں شہر کے علماء کرام اور دینی کارکنوں نے شرکت کی۔ رات کا قیام و آرام ڈاکٹر عبدالشکور صاحب کے ہاں رہا۔

مدرسہ کنزالعلوم قصبہ گجرات: بزرگ عالم دین مولانا محمد اقبال کی نگرانی وسرپرستی میں عرصہ دراز سے دین کی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ ہر سال دسیوں بچے اور بچیاں دینی تعلیم سے بہرہ ور ہورہے ہیں۔ ان کی خدمت میں چند لمحات گزارے اور ان سے دعائیں لیں اور اگلے سفر پر روانہ ہوگئے۔

مولانا عبدالمعبود شاہ کی خدمت میں: موصوف امام الملوک والسلاطین حضرت مولانا عبدالقادر آزادؒ کے فرزند ارجمند اور سلسلہ نقشبندیہ کے معروف شیخ حضرت خلیفہ عبدالمالک قریشیؒ کے نواسہ ہیں۔ قریشی میں خانقاہ کا نظم سنبھالے ہوئے ہیں اور دکھی انسانیت کی روحانی خدمات سرانجام دے رہے ہیں، چند لمحات ان کے ہاں بھی گزارے اور ان کے والد محترم کی خدمات کے حوالہ سے ان کی یادیں تازہ کرتے رہے۔

مولانا محمد یحییٰ عباسی زید مجدہ: ہمارے مخدوم حضرت مولانا قائم الدین عباسیؒ کے فرزند ارجمند ہیں اور مولانا قائم الدین جنوبی پنجاب کے سریلے اور رسیلے خطیب تھے۔ انہوں نے اپنے دور میں توحید وسنت کی دعوت وتبلیغ کے سلسلہ میں گراں قدر خدمات سرانجام دیں اور مصائب و آلام سے گزرے۔ اللہ پاک نے انہیں ایک ہیرا دیا، جسے لوگ مولانا محمد یحییٰ عباسی کہتے ہیں۔ موصوف ایک جاندار خطیب ہیں۔ سیرت النبی ان کا پسندیدہ موضوع ہے، وہ اپنے طرز خطاب کے خود موجد ہیں۔ پاکستان کے علاوہ دیگر کئی ممالک میں دعوت وتبلیغ کے لئے پا بہ رکاب رہتے ہیں۔ آپ نے جتوئی شہر ضلع مظفر گڑھ کے متصل ایک شاندار ادارہ قائم کیا ہے جو اپنی عمارت، تعلیم کے اعتبار سے اپنی مثال آپ ہے۔ آپ اپنے ادارہ میں یتیم اور بے سہارا بچوں کو داخلہ دیتے ہیں اور ان کی تعلیم وتربیت کی طرف بھی خصوصی توجہ فرماتے ہیں۔ پاکستان کا واحد ادارہ ہے، جس میں طلبا عزیز کو آرام وراحت کے لئے خوبصورت بیڈ دیئے ہوئے ہیں۔ ایک عرصہ سے ادارہ کی شہرت سن رکھی تھی ۱۱ محرم الحرام کو ظہر سے عصر تک ادارہ کا تفصیلی جائزہ لیا اور مہتمم ادارہ سے خاصی اور طویل گفتگو رہی۔ مولانا قائم الدین عباسی تنظیم اہلسنت پاکستان کے مایہ ناز خطیب اور مقرر تھے، ان کی اٹھان عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے ہوئی۔ مجلس کے پہلے دار المبلغین کے کورس میں فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ، مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ سے تربیت حاصل کی۔ ۱۴؍جنوری ۱۹۷۴ء کو ان کا انتقال ہوا۔ اللہ پاک ان کی تربت پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائیں اور ان کی حسنات کو قبول فرماتے ہوئے سیئات سے درگزر فرمائیں۔

مولانا عبدالرحیم تھہیم والا علی پور: ہمارے بہت ہی مہربان اور ڈنڈے سوٹے والے ساتھی ہیں۔ ان کے والد محترم حضرت مولانا نظام الدینؒ دارالعلوم دیوبند کے فاضل اور بہادر عالم دین تھے۔ مولانا موصوف جب تھہیم والا علی پور میں تشریف لائے تو تھہیم والا اور مضافاتی کئی بستیوں میں قادیانیت کا اثر ونفوذ تھا۔ قادیان کے سالانہ جلسہ میں ان بستیوں سے چندہ جاتا اور عام مسلمان بھی مرزا قادیانی کو بزرگ سمجھ کر پیسے بھی بھجواتے اور دعاؤں کی درخواست بھی کرتے اور مسجد کی امامت پر بھی ایک قادیانی نے قبضہ کیا ہوا تھا، مولانا نے حکمت عملی سے مسجد کی امامت وخطابت کا کنٹرول سنبھالا اور قادیانیت کے کفریہ عقائد کو بیان کرنا شروع کردیا، جس سے قادیانیوں کے ارمانوں پر اوس پڑگئی اور انہوں نے مولانا نظام الدینؒ کے خلاف سازشیں شروع کردیں۔ تقسیم کے بعد مولانا محمد لقمان علی پوریؒ بھی دورۂ حدیث شریف سے فارغ ہوکر آگئے اور انہوں نے ختم نبوت کورس بھی قیام پاکستان کے بعد فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ سے کیا تو مولانا نظام الدین کو ایک بہترین دست و بازو نصیب ہوا۔ مولانا مرحوم نے اپنے مدرسہ میں "شہدائے کربلا کانفرنس" کا سلسلہ شروع فرمایا۔ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا عبدالرحیم مدظلہ نے یہ سلسلہ سنبھالا اور خوب سنبھالا عرصہ دراز سے مولانا موصوف ۱۰، ۱۱ محرم الحرام کو شہدائے کربلا کانفرنس منعقد کرتے چلے آرہے ہیں۔ شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ اور کبھی کبھی راقم الحروف کو بھی مدعو کرتے ہیں۔ امسال ۱۱ محرم الحرام کو جلسہ شہادت میں حاضری ہوئی، مجھ سے پہلے مولانا حبیب اللہ علی پوری اور میرے بعد حافظ محمد نواز کہروڑ پکا اور آخری خطاب مولانا مفتی حبیب الرحمٰن درخواستی نے فرمایا۔

لا نبی بعدی — تاجدارِ ختمِ نبوۃ زندہ باد — ختم ہوگئے سب ہادی

بتاریخ 25 26 اکتوبر 2018 بروز جمعرات جمعۃ المبارک

بمقام مُسلم کالونی چناب نگر

ختمِ نبوّۃ کانفرنس

37 ویں 2 روزہ سالانہ عظیمُ الشان

بڑے تزک و احتشام کے ساتھ مُنعقد ہو رہی ہے

حضرت مولانا ڈاکٹر **عبدالرزاق اسکندر** صاحب
مخدوم العلماء عظیم مذہبی اسکالر

حافظ حضرت مولانا **محمد ناصر الدین** خان خاکوانی صاحب
پیر طریقت رہبر شریعت

صاحبزادہ حضرت مولانا خواجہ **عزیز احمد** صاحب
پیر طریقت مخدوم العلماء ولی ابن ولی

عُنوانات

توحیدِ باری تعالیٰ

عقیدۂ ختمِ نبوّت

سیرت خاتم الانبیاء ﷺ اور ظہورِ امام مہدی

حیاتِ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام

عظمتِ صحابہ و اہلبیت رضی اللہ عنہم

اتحادِ اُمّتِ محمدیہ

پاکستان کی نظریاتی و جغرافیائی حدود کا تحفظ

جیسے اہم موضوعات پر علماء کرام مشائخ، قائدین دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے

شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوّۃ چناب نگر ضلع چنیوٹ

ملتان 061-4783486
چناب نگر 047-6212611

0300-6411525
0302-6619540